احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۷ ماہ اپریل ۱۹۹۵ء



صدر دروازہ خانقاہ معلی شاہ ہمدانؒ سری نگر (مقبوضہ کشمیر)

ارشاد سید محمد نور عشق

ترجمہ ڈاکٹر غازی محمد نعیم

ترے ہی عکس رخ سے ہو گیا خورشید ہرجائی
تری زلفوں کے سودا سے ہوا خود عشق سودائی

ترے در تک ری مہ جبیں خود آئیں بیکراں ہو کر
مری ہستی یہ ہستی کے پیالے میں سما پائی

ہزاروں کائناتیں روز و شب اس دھن میں سرگرداں
کہ پل بھر کو کبھی دیکھیں یہ تیری جلوہ آرائی

خلیل و نوح و آدم اور کلیم و عیسیٰ و مریم
پیے مرہم لیے پھرتے ہیں اپنا زخم شیدائی

عقول عرشیاں فاتر، تری پہچان سے قاصر
مری تسکیں کی خاطر تو نے کیا تدبیر فرمائی؟

زمین و آسماں گریاں، نہیں
اب اپنے نور رخ سے آ کے کر یہ انتظار آساں
جمہور کبریائی ہے کر ب کی مسیحائی

کمال بے نیازی ہے
کرے گا کب دل شوریدہ اس در پہ جبیں سائی؟

احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۷ — قیمت ۱۰ روپے

مدیر و ناشر
ابو العرفان علامہ محمد بشیر

فہرست مضامین

ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A - 358 ، سیکٹر 1 ، G.6/1 اسلام آباد سے شائع کیا۔

تفکر و تذکر

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

ارشادِ خداوندی ہے ان الانسان لفی خسر ○ بے شک انسان خسارے میں ہے۔اس آیت کریمہ سے قبل خدا تعالیٰ نے والعصر فرما کر زمانے کی قسم کھائی ہے اور اس آیت کریمہ کے بعد ان انسانوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو اس خسارے سے مستثنیٰ ہیں یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق بات اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ہم ان آیات کریمہ پر جدید دور کے انسان کو درپیش پیچیدہ مسائل کے پس منظر میں روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

سورۃ العصر کے شروع میں خالق کائنات نے وقت کی قسم کھائی ہے جس سے وقت کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے۔ تاریخ انسانی اور تہذیب و تمدن کی ترقی کی بوقلمونی دراصل گزرتے ہوئے وقت اور زمانے کا طلسماتی کھیل ہے جس کے جادو نے بنی نوع انسان کو اسیر بنا رکھا ہے۔ہستی و نیستی کا محیر العقول شعبدہ دراصل گزرتے ہوئے وقت ہی کی بازی گری ہے۔

اور حضرت انسان وقت اور زمانے کی اس زنجیر میں قید ایک ابدی اور جاودانی نقصان سے دوچار ہے۔اگر غور کیا جائے تو عدم کے مقابلے میں وجود ایک عظیم نعمت خداوندی ہے کیونکہ وجود اور اظہار ہستی کی لذت سے ہر وہ شے محروم ہے جو معدوم ہے اور ظاہر ہے کہ وجود اور عدم دونوں خالق حقیقی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔پس وجود کا عطا ہونا ایک عظیم نعمت ہونے کے علاوہ ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے جس سے عہدہ برا ہونا بڑا جان جوکھوں کا کام ہے۔حضرت انسان کو جملہ مخلوقات سے اس لحاظ سے ممتاز اور برتر بنایا گیا کہ اسے عقل و شعور کی دولت بھی عطا ہوئی اور اس کی تخلیق میں خالق نے اپنی صناعی کا بھرپور انداز میں مظاہرہ کیا۔

چنانچہ سورۃ التین میں خسارے کا ذکر کرنے سے قبل فرمایا کہ ہم نے انسان کو بہترین شکل و صورت پر پیدا کیا۔اور یوں اس احسن تقویم کے حامل انسان کو خلیفۃ اللہ فی الارض کا عظیم رتبہ عطا فرما کر اور مسجودِ ملائک بنا کر دنیا میں بھیجا اور خالق نے اپنی امانت کا بارِ گراں اس کے ناتواں کندھوں پر ڈالا پس جہاں آدمی کو ممتاز سرفراز فرمایا وہیں ظلوم و جہول بھی قرار دیا۔

بظاہر اس سارے قصے میں ناقابل فہم تضادات کی ایک نیرنگی نظر آتی ہے لیکن حقیقت تضادات کی ایسی نیرنگی کا دوسرا نام ہے۔

جب خداوند کریم نے العصر یعنی زمانے کی قسم کھائی تو اس کا باعث غالباً یہی ہے کہ عصر یا زمانے کے بغیر وجود کا تصور باطل ہوتا کیونکہ انسان کا مادی وجود زمان و مکان کا محتاج ہے۔مگر یہی وقت اور زمانہ ہے جو خلیفۃ اللہ فی الارض اور مسجودِ جملہ ملائک حضرت انسان کو تیزی اور سرعت سے تباہی اور بربادی کے گڑھے میں دھکیلنے کا بھی ذمہ دار ہے۔

تصور آخرت سے قطع نظر صرف دنیوی زندگی کے معاملات پر بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سراسر گھاٹے کا سودا ہے۔تصورات کی بندگی کرنے والا حضرت انسان اپنی خواہشات کے تعاقب میں یوں دیوانہ وار سرگرداں ہے کہ اس کی وارفتگی کو سراسر جنون قرار دینا بعید از انصاف نہ ہوگا۔فی زمانہ دولت کے لالچ نے تمام افراد و اقوام کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔اور دنیا کی ساری سیاسی، سماجی، معاشرتی، تعلیمی حتیٰ کہ مذہبی سرگرمیاں بھی اس محور کے گرد جاری و ساری ہیں۔اس بات کا خوب شعور رکھنے کے باوجود کہ گنج قارون رکھنے والے شخص کے حصے میں بھی دنیوی مال و متاع سے سوائے پیٹ بھرنے کی روٹی، تن ڈھانکنے کے کپڑے اور سر چھپانے کی چھت کے علاوہ کچھ نہیں آسکتا، ہر انسان دیوانوں کی طرح مال و دولت کے انبار لگانے کی دھن میں گرفتار ہے۔چنانچہ وقت آج کے انسان کے لئے سکڑ چکا ہے۔وہ ایک خود فراموشی کے عالم میں وقت کے تعاقب میں مصروف ہے اور ایک ایسی تھکا دینے والی دوڑ میں شامل ہے جس کا نتیجہ حسرت و یاس اور محرومی و ناامیدی کے سوا کچھ نہیں۔

چنانچہ مادیت کی اس دوڑ نے انسان کو اس عظیم نعمت سے محروم کر دیا جس کا نام سکون اور طمانیت ہے۔غالباً تمام انسانی سرگرمیوں کی آخری غرض و غایت سکون اور اطمینان ہی ہے اور انسان کی خام خیالی نے حصول دولت کو سرچشمہ تسکین قرار دے رکھا ہے مگر بے چارا انسان حصول دولت کے دوڑ میں خوار و

زوال ہونے کے باوجود گوہر مقصود سے محروم ہے۔ بلکہ تسکین کے لئے مسکن اعصاب اور خواب آور دوائیوں کا محتاج ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ سب اگر خسارہ اور نقصان نہیں تو اور کیا ہے؟

یہ تو تھا قصہ مادی زندگی کے خسارے کا۔ بحیثیت مسلمان ہم ایک حیات بعد الممات پر بھی یقین رکھتے ہیں جو ایک نہ ختم ہونے والی لامتناہی اور ابدی زندگی ہوگی اور اس زندگی میں کامیابی اور ناکامی کا انحصار اس حیات مختصر میں انسان کی حالت ایمان اور افعال نیک و بد پر ہوگا۔ پس عہد حاضر کا انسان جو دولت کی ہوس میں خدا اور آخرت دونوں کو فراموش کر چکا ہے وہ ایک ابدی نقصان سے بھی دوچار ہے۔ یہی وہ نقصان ہے جس کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا: خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو خسران المبین ○

ذرا اپنی گریبانوں میں جھانک کر دیکھئے کیا تم اس خسران مبین اور عظیم نقصان سے دوچار نہیں ہیں؟ دنیوی زندگی کا بیشتر حصہ بھی دولت دنیا کی طلب میں رنج و محن اور پریشانی و درماندگی کی نذر ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی اس فریضہ خداوندی کی ادائیگی سے بھی یکسر محروم رہ جاتے ہیں جو اخروی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

اب آئیے دیکھیں کہ اس نقصان سے بچنے اور ابدی کامیابی اور نجات حاصل کرنے کا راستہ کیا ہے۔ یہ راستہ خدا تعالیٰ نے خود واضح فرمایا ہے اور سادہ لفظوں میں مندرجہ ذیل پر مشتمل ہے:

۱۔ ایمان لانا (اللہ پر، اس کے رسول پر، اس کی کتابوں پر، اس کے فرشتوں پر اور قیامت کے دن پر)

۲۔ نیک کام کرنا (جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی سے عبارت ہے)

۳۔ حق بات کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرنا۔ (جس میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عظیم مشن پنہاں ہے)

اس راستے کو مجموعی طور پر ایمان اور اسلام کا راستہ کہتے ہیں اور اہل تصوف اسی راستے پر گامزن ہونے والے لوگوں کا گروہ ہے۔ اسی راستے پر چلنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی زندگی میں یہ بشارت دی کہ انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم اور اسی راستے پر سفر کرنے والے نفوس کو نفس مطمئنہ کا پسندیدہ مقام دے کر فرمایا کہ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف پلٹ آ، پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ سبحان اللہ کیا عظیم سعادت ہے۔ اس گروہ میں شامل لوگوں کا وظیفہ ذکر الٰہی ہے جسے اللہ پاک نے اطمینان قلب کا واحد ذریعہ قرار دیا ہے۔ برعکس دنیوی مال و دولت کے جس کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو سونے چاندی کی محبت میں انہیں ذخیرہ کرتے رہتے ہیں قیامت کے روز ان کے ماتھوں کو، ان کی پشت کو اور ان کے پہلوؤں کو اسی سونے چاندی کی آگ سے داغا جائے گا۔ نعوذ باللہ من ذالک ○ کتنا بڑا نقصان اور کتنی بڑی آفت ہے۔

پس وہ تصوف و سلوک جس کا "نوائے صوفیہ" داعی ہے دراصل حقیقی روح اسلام ہے۔ یہ وہ مجہول تصوف نہیں ہے جس کا تصور عہد حاضر کے انسانوں کے قلوب و اذہان میں جاگزین ہے۔ یہ قبر پرستی، نشہ بازی، مذموم قلندری، اور خلاف شرع امور کی ترویج نہیں بلکہ وہ حقیقی راہ نجات ہے جس کی ضرورت سائنس اور ٹیکنالوجی کی عظیم ترقی کے حامل اس دور کے انسان کو ہمیشہ سے بڑھ کر ہے۔

آئیے ہم اس عظیم مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور ایک دوسرے کی دستگیری کریں۔ یقیناً حق کا راستہ کانٹوں سے بھرا ہوا ہے۔ اور اکثر اوقات حوصلہ شکن حالات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ پاک نے سورۃ العصر میں جہاں حق کی نصیحت کرنے کو لازم قرار دیا ہے وہاں صبر کی تلقین کو بھی اہل ایمان کا ضروری فریضہ ٹھہرایا ہے۔

اللہ پاک ہم سب کو حقیقی معنوں میں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

اللہ پاک ہم سب کو اعمال صالحہ کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ پاک ہم سب کو حق کی تشہیر کرنے اور صبر کی تلقین کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ "آمین"

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اما موجبات الطهارة الكبرى فالجنابة والحيض والنفاس والاستحاضة وغسل الميت ...... والعبور والمكث في المسجد بلا ضرورة ٥

ترجمہ: غسل واجب کرنے والی چیزیں (۱) جنابت (۲) حیض (۳) نفاس (۴) استحاضہ (۵) مردے کو غسل دینا ہے۔ جنابت منی نکل آنے سے لاحق ہو جاتی ہے چاہے جس حال میں بھی ہو یعنی سونے کی حالت میں ہو۔ بیداری میں ہو۔ اختیار سے ہو یا بغیر اختیار کے ہو اس کی علامت قطروں کا یکے بعد دیگرے اچھل اچھل کر آنا اور نکلنے سے لذت کا محسوس ہونا ہے۔ صاحب تمیز تجربہ کار کے نزدیک اس کی بو اپنے محل سے نکلنے والی تمام چیزوں کی بو سے ممتاز ہوتی ہے۔ تجربہ کار لوگ اس کو انڈے کی سفیدی کی بو سے تشبیہ دیتے ہیں۔ جبکہ وہ خشک ہو۔ جنابت کا لاحق ہونا یا تو بغیر انزال کے بھی کسی بھی شرمگاہ میں آلہ داخل کرنے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ سونے والا بیدار ہو جائے اور وہ ان علامتوں کی حامل کوئی تری محسوس کرنے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے ورنہ وہ تری یا تو ودی ہو گی یا مذی۔ حیض گاڑھا پن کا حامل اور بدبودار خون ہے۔ قمری نو سال کی عمر والی لڑکی سے اس کا وقوع ممکن ہے۔ اگر کوئی خون نو سال سے پہلے نکل آئے تو وہ حیض کا خون نہیں ہو گا یا تو وہ کسی بیماری کا ہو گا اور کوئی صورت ہو گی۔ حیض کی کم از کم مدت ایک دن اور ایک رات ہے۔ اس کی اکثر مدت عموماً دس دنوں کی ہوتی ہے۔ اور شاذ و نادر ساٹھ دنوں کی حیض اور نفاس والی عورتوں کے حق میں یہ چیزیں حرام ہیں۔

(۱) جنسی رابطہ قائم کرنا (۲) نماز جس کی قضا ان کے لئے نہیں ہے۔ (۳) روزہ جس کی قضا ان کے لئے ہے۔ (۴) قرآن کو چھونا (۵) جو کچھ قرآن میں جنبی کے حق میں حرام ہے اس کا پڑھنا۔ (۶) بلا ضرورت مسجد سے گزرنا یا مسجد میں ٹھہرنا۔ مردوں کے حق میں پردہ دار اعضاء کو چھوڑ کر عورت کے دیگر اعضاء سے دل لگی کرنا جائز ہے۔ اگر حیض یا نفاس کا خون بند ہو جائے اور کامل غسل سے پہلے مخصوص عضو کے دھو لینے کے بعد جنسی رابطہ وقوع پذیر ہو جائے تو دونوں گنہگار نہیں ہوں گے۔ اگرچہ یہ صورت مکروہ ہے۔ استحاضہ والی عورت کے حق میں وہ چیزیں حرام نہیں جو حیض و نفاس والی عورت کے حق میں حرام ہیں۔ اس کے لئے واجب ہے کہ وہ استنجا کرنے کے بعد محل پر ایک چیتھڑا رکھ لے اور ہر ایک واجب نماز سے کچھ پہلے وضو کرے، استحاضہ والی عورت نماز پڑھتی رہے، روزہ رکھے اور قرآن وغیرہ سے جو چاہے پڑھے۔ نہ اس کے حق میں جنسی رابطہ حرام ہے اور نہ حیض اور نفاس والی عورت کے حق میں حرام ہونے والی چیزوں میں سے کوئی چیز حرام ہے چنانچہ دیانتدار کے لئے ان تینوں میں امتیاز کرنا واجب ہے۔ مردے کو غسل دینا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مردے کو دھونے والے پر جنبی کی مانند غسل کرنا واجب ہے۔ طہارت کے بغیر جائز نہ ہونے والی چیزیں جنابت کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہیں مثلاً نماز، طواف۔ قرآن کا چھونا۔ قرآن کا پڑھنا خاص کر ان سورتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ تلاوت واجب ہے مثلاً آلم السجدہ، حم السجدہ والنجم اور اقرا باسم ربک اگر قرآن سے وظیفہ تلاوت کی غرض سے نہیں بلکہ قصہ بتانے اور نصیحتیں کرنے کی صورت میں ثبوت پیش کرنے کی خاطر کچھ پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلاضرورت مسجد سے گزرنا اور مسجد میں ٹھہرنا جنبی کے حق میں حرام ہیں۔

وضاحت:

مذکورہ عبارتوں میں وجوب غسل کے اسباب اور ان کے متعلقہ امور کا بیان ہے۔ وجوب غسل کے اسباب پانچ بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ جنابت کا لاحق ہونا۔
۲۔ ماہواری کا خون آنا۔
۳۔ ولادت کا خون۔

۴۔استحاضہ کا خون۔
۵۔مردے کو غسل دینا۔

جنابت کا تعلق مردوں اور عورتوں دونوں کے ساتھ ہے۔ حقیقی جنسی رابطہ متحقق ہونے پر اس کا لاحق ہونا ہوتا ہے۔
جنابت کا لاحق ہونا منی کے نکل آنے پر ہوتا ہے۔ اس کی ایک خاص علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ منی کا خروج قطرہ قطرہ اچھل اچھل کر ہوتا ہے۔ اس کے خروج سے ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے۔ تجربہ کار لوگوں نے اس کی بو کو انڈے کی خشک شدہ سفیدی کی بو کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس بنا پر وہ اپنے مخرج سے نکلنے والی دیگر چیزوں سے بالکل ممتاز چیز ٹھہرتی ہے۔
مذکورہ علامت کے ساتھ اس کا نکل آنا موجب غسل ہے۔ خواہ وہ کسی کے اپنے کنٹرول کے تحت ہو یا بے اختیار خود بخود نکل آئے۔ دونوں صورتوں میں غسل جنابت واجب ہو جاتا ہے۔

جریان کی بیماری

اگر کسی کو جریان کی بیماری لاحق ہو جائے اور منی اس کے کنٹرول سے باہر ہو کر خود بخود باہر نکلتی رہے تو اس سے کوئی غسل جنابت واجب نہیں ہوگا کیونکہ یہ صورت ایک قسم کی بیماری ہے۔ اس کے اخراج کی مذکورہ علامت بھی یہاں نہیں پائی جاتی۔ پس جریان کی بیماری کے شکار مرد کا حکم مذی کے حکم کی طرح ہے۔ اس کے لئے شرعاً کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔
جریان کی موجودگی میں نماز وغیرہ کی ادائیگی متاثر نہیں ہو گی۔
جریان کا مرض اکثر مردوں کو لاحق ہوتا ہے۔ عورتیں شاذ و نادر ہی اس مرض میں مبتلا ہو سکتی ہیں۔

ماہواری کا خون

وجوب غسل کے اسباب میں ماہواری کا خون بھی مذکور ہوا ہے۔ اس کا وقوع پذیر ہونا قمری نو سال کی عمر والی لڑکی سے ممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ قوت جسمانیہ کے اعتبار سے نو سال میں لڑکی حد بلوغ کو رسائی پائی جاتی ہے۔ نو سال سے کم عمر والی لڑکی سے اگر کسی خون کا خروج ہو جائے تو وہ ماہواری والا خون شمار نہیں ہوگا بلکہ وہ خون کسی بیماری کا پیش خیمہ ہوگا یا کسی اور جسمانی نشیب و فراز وغیرہ کا نتیجہ قرار پائے گا۔ وہ موجب غسل نہیں ہوگا۔

کم از کم مدت

ماہواری کی کم سے کم مدت ایک دن اور ایک رات بیان کی گئی ہے۔ لہٰذا اس سے کم عرصے والا خون بھی ماہواری کا خون نہیں ہوگا بلکہ وہ بھی کسی مرض وغیرہ کا نتیجہ ٹھہرے گا۔

زیادہ سے زیادہ مدت

ماہواری کی زیادہ سے زیادہ مدت کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔
۱۔عام طور پر یہ مدت دس دنوں اور دس راتوں کی ہے۔
۲۔شاذ و نادر طور پر یہ مدت پندرہ دنوں اور پندرہ راتوں کی ہے۔

مخصوص عادات

ہر ایک عورت کی ایک خاص عادت عموماً چلی آتی ہے۔ مثلاً کسی کو صرف تین دن اور تین رات ماہواری آنے کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کو ایک ہفتے کی عادت ہوتی ہے۔

عادات کی تبدیلی

اگر ماہواری کا خون کسی خاتون کی اپنی مخصوص عادت والی مدت سے تجاوز کر جائے اور خون کی ہیئت وجودی بھی ماہواری والے خون کی ہو تو زیادہ سے زیادہ مدت والی صورتوں تک اس کی عادت کی تبدیلی سمجھی جائے گی۔ جب عادت کی تبدیلی انتہائی مدت سے بھی تجاوز کر جائے تو اس خاتون کو غسل حیض کا بجالانا واجب ہوگا اور بقیہ خون ماہواری والا خون نہیں ہوگا بلکہ وہ استحاضہ والا ہوگا جیسا کہ عنقریب اس کا بیان اپنے نمبر پر آرہا ہے۔

ہیئت وجودی

۱

ماہواری کا خون دیگر خونوں کے مقابلے میں ممتاز خون ہے۔ ماہواری کا خون گاڑھا اور بدبودار ہوا کرتا ہے۔ اس کا رنگ بھی دوسرے خونوں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ لہٰذا ہر خاتون کو یہ معلوم کرنا نہایت آسان کام ہے کہ اس کی ماہواری والا خون اپنی مذکورہ مدتوں کے اندر بھی اپنی ہیئت وجودی کو بدل دیتا ہے یا کہ نہیں۔

نفاس

زچگی کے موقع پر نکلنے والے خون کا نام نفاس ہے، یہ بھی وجوب غسل کے اسباب میں شامل ہے۔ ماہواری والے خون کی طرح اس خون کی کوئی مخصوص ہیئت وجودی مذکور نہیں ہے۔ ولادت کے موقع پر جس شکل میں بھی خون نکل آئے وہی نفاس ہے۔

کم از کم مدت

نفاس کی کم از کم مدت تو ایک لمحہ بھی ہو سکتی ہے۔ بچے کے باہر آتے ہی خون آنول کی برآمدگی کے ساتھ بند ہو جائے تو نفاس کا یہیں پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ زچہ کو اس وقت غسل نفاس کے نام سے طہارت کبریٰ کی بجاآوری ضروری ہوتی ہے۔

زیادہ سے زیادہ مدت

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ عام طور پر یہ مدت چالیس دنوں اور چالیس راتوں کی ہے۔

۲۔ شاذ و نادر طور پر مدت ساٹھ دنوں اور ساٹھ راتوں کی ہے۔

استحاضہ

ماہواری اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت کی صورتوں سے تجاوز کر جانے والے خون کا نام استحاضہ ہے۔ استحاضہ کی صورت میں نہ جنسی رابطہ ممنوع ہے اور نہ ہی نماز وغیرہ کی ادائیگی۔ بلکہ وہ ہر فرض نماز کے لئے وضو یا غسل بجالائے۔ ظہرین اور مغربین کو یکجا کرنے کی صورت میں بھی وہ ظہرین کے لئے ایک وضو یا غسل بجالائے گی۔ مغربین کیلئے بھی ایک وضو یا غسل بجالائے۔ استحاضہ والی عورت روزہ بھی رکھے گی۔ تلاوت قرآن کرے گی اور ہر وہ عمل بجالاسکے گی جو دوسری خواتین بجالاتی ہیں۔

مردے کو غسل دینا

مردے کو غسل دینا بھی وجوب غسل کے اسباب میں سے ہے۔ بمجموعہ شریعت محمدیہ میں مردے کو دھونے والے کیلئے جنابت والے کی طرح غسل کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ اس غسل کا نام غسل مس میت ہے۔ چونکہ مردے کو چھولینے کا کام عام طور پر مردے کو غسل دینے والے سے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے غاسل میت پر وجوب غسل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ حقیقت یوں ہے کہ روح پرواز کر جانے کے بعد غسل کی انجام دہی کے بغیر اگر کسی نے مردے کے کسی بھی حصہ جسم کو چھولیا ہو اس پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خواہ وہ مردے کو دھونے کا کام انجام دے یا نہ دے۔ مردے کے کپڑوں کو چھونے سے کوئی غسل واجب نہیں ہوا کرتا ہے۔

دیگر متعلقہ امور

جنابت کا شکار فرد جب تک غسل نہ کرے اس کے حق میں تلاوت قرآن ممنوع ہے۔ قرآن مجید کو چھونا بھی ممنوع ہے۔ نماز اور روزے کی بجاآوری بھی ممنوع ہے۔ مسجد میں پڑاؤ ڈالنا بھی ممنوع ہے۔ مسجد سے گزرنا بھی ممنوع ہے۔ غسل کر چکنے پر یہ امور جائز ہو جاتے ہیں۔ اگر داستان گوئی وغیرہ کے موقع پر وظیفہ تلاوت کے لئے نہیں بلکہ دلیل پیش کرنے کی غرض سے کسی آیت یا اس کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کی ضرورت پڑے تو ضرورت کی بنا پر اس کو نفس جواز حاصل ہے۔

باقی صفحہ ۱۵

غلام حسن نوربخشی

حضرت شیخ ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ

کیا۔ عود جلایا اور اسے پنکھا کرنے لگا ایک آئینہ اس کے سامنے رکھا لیکن جوان نے درویش کی طرف بالکل نہیں دیکھا۔ تاہم درویش تمام خدمات بجالاتا رہا۔ آخر میں جوان باہر جانے لگا۔ اس کے ساتھ ہی درویش کو صبر نہ رہا۔ اور کہا مجھے کیا کرنا چاہیے تاکہ تم میری طرف دیکھ لو؟ جوان نے کہا تمہیں چاہیے کہ مرجاؤ تاکہ میں تمہاری طرف دیکھوں یہ سنتے ہی درویش زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔

ابو علی فرماتے ہیں کہ ہم درویش کو وہاں سے اٹھا کر خانقاہ میں لے آئے اور اسے تجہیز و تکفین کے بعد دفن کر دیا۔ ایک مدت کے بعد جو آپ حج کو گئے تو وہی جوان ایک ریگستان میں پھٹے اور پرانے کپڑوں میں ملبوس نظر آیا میں نے کہا کہ کیا تم وہی جوان نہیں کہ جس نے درویش سے کہا تھا کہ تم مرجاؤ تاکہ میں تمہاری طرف دیکھوں۔ کہا ہاں میں وہی ہوں۔ آپ نے پوچھا تو اب تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟ کہا کہ اس رات میں نے اس درویش کو خواب میں دیکھا درویش مجھ سے کہہ رہا تھا دیکھو میں مر گیا لیکن ابھی تک تم نے میری طرف نہیں دیکھا۔ اب ایک بار میری طرف تو دیکھو۔

جب میں بیدار ہوا میں نے توبہ کرلی میں اس کے مزار پر گیا اپنے سارے بال کاٹ لئے اور مرقع پہن لیا اور اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں ہر سال مکہ جاؤں اور اسی کی طرف سے لبیک کے نعرے لگاؤں گا اور حج ادا کروں گا اور واپس اس کے مزار پر آوں گا۔ اور اپنے کئے ہوئے کام کا کفارہ دیتا رہوں گا۔ (نفحات الانس ص 3۔202)

فیض رسائی

اللہ کے نیک بندے کوشش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے اور کثیر خلق خدا کو دینی و دنیوی اور ظاہری و معنوی دولت سے مالا مال کریں۔ اس ضمن میں حضرت ابو علی رودباری کا ایک واقعہ ہمارے لئے سرمہ۔ چشم ہے۔

ایک دن ابو علی رودباری نے مریدوں سے پوچھا کیا تم میں سے کسی میں نیکی نے کچھ اثر کیا ہے؟ ایک نے جواب دیا میں امیر آدمی تھا۔ ایک سائل نے آکر مجھ سے کسی چیز کا سوال کیا میں باہر نکلا اور اسے گلے سے لگایا۔ گھر لا کر اپنے کپڑے اسے پہنائے اور اپنا مال و دولت اس کے حوالے کر دیا۔ میں نے بیوی کو طلاق دے دی تاکہ عدت کے بعد وہ اپنے عقد میں لے آوے۔ پھر گدڑی پہنی اب میں دوزانو ہو کر آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔ ابو علی خاموش رہے۔

دوسرے نے کہا میں ایک دن بادشاہ کے دروازے پر گیا۔ وہاں ایک آدمی کو پکڑا ہوا تھا۔ اور اس کا ایک ہاتھ کاٹ دینا چاہتے تھے۔ میں نے بادشاہ سے سفارش کی کہ اس کا ہاتھ چھوڑ دے اور اس کے بدلے میں میرا ہاتھ کاٹ ڈالے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ دیکھئے میرا کٹا ہوا ہاتھ ابو علی سے پوچھا کہ ان دونوں میں سے زیادہ کامل کون ہے؟ فرمایا یہ تو انہوں نے صرف ایک ایک آدمی کے فائدے کی خاطر کیا ہے۔ مومن تو چاند اور سورج کی مانند ہے چاہیے کہ فائدہ سب کو پہنچے نہ کہ ایک کو۔ (احوال و اقوال ابوالحسن خرقانی 131)

دیکھا آپ نے! ہمارے بزرگ انفرادی مفاد کی بجائے اجتماعی فائدے اور مفاد عامہ کی تلقین کرتے ہیں۔ محدود فیض رسائی پر وسیع فیض رسائی کو ترجیح دیتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ وہ آدمی زیادہ بہتر اور افضل ہے جس سے خلق کثیر مستفید ہوں صرف ایک شخص کے کام آنے کی بجائے پوری خلق خدا کے کام آئیں۔

شاعری

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ آپ نے بہترین تربیت پائی تھی اپنے زمانے کے بغداد اور شام کے اساتذہ علوم و فنون سے اکتساب فیض کیا تھا۔ اس طرح علم و فضل، تفقہ و استنباط اور

آپ اہل مصر کے شیخ اور ان کے صوفی تھے۔آپ کا شمار صوفی شعراء میں ہوتا ہے۔(نفحات الانس ص 201)

ذیل میں آپ کے چند اشعار اور ان کا مفہوم درج کیا جاتا ہے۔

تنازع الناس فی الصوفی واختلفوا
قدماً و ظنوہ مشتقامن الصوف
ولست انحل ھذا الاسم غیر فتی
صافی فصوفی الی ان لقب الصوفی.

لفظ صوفی کی تحقیق میں لوگ زمانہ قدیم سے جھگڑتے آئے ہیں اور اس کو صوف سے متعلق کہا ہے اور میں صوفی کا نام اس شخص کے سوا کسی اور کے لئے پسند نہیں کرتا جو صاف باطن و صاف بمعاملہ ہو۔یہاں تک کہ اس کا لقب صوفی ہو جائے۔ (قرآن اور تصوف 10)

والاھم قبل اعمالھم
واعداھم قبل اعمالھم
ثم جازاھم باعمالھم (نفحات الانس ص 200)

اللہ تعالیٰ نیکی کرنے سے پہلے نیکوکاروں کا دوست اور برائی کرنے سے پہلے بدکاروں کا دشمن ہے۔پھر بھی جب وہ نیکی یا بدی کرتے ہیں تو ان کے عمل کے مطابق ثواب یا عذاب دیتا ہے۔

وحقک لا نظرت لک سواکا
بعین مودۃ حتے ارا کا

میرے محبوب (الہ العالمین) میں نے محبت بھری آنکھوں سے تیرے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھا یہاں تک کہ میں نے تجھے دیکھ لیا۔(میں اپنا مقصد پا گیا)

اراک معذبی بفتور لحظ
و بالخدا المورد من حیاکا

میں تجھے اس لحظے کی پاداش میں مجھے عذاب دینے والا دیکھتا ہوں۔

من لم یکن بک فانیا عن حظہ
وعن الھوے والانس بالاحباب
او تیمتہ صبابۃ جمعت لہ
ماکان متفرق من الاسباب
فکانہ بین المراتب قائم
لمنازل حظ او لجزیل ثواب

طرائق الحقائق جلد دوم ص 529 ۔ ریاض العارفین رو
اول ص 51 نفحات الانس ص 202)

ادب و شاعری میں پوری پوری دستگاہ حاصل کی تھی شریعت
عالم طریقت کے عارف اور فقیہہ تھے۔آپ شعر بھی کہتے تھے
کا دیوان کہیں دستیاب نہیں البتہ آپ کے حقائق و معارف
بھرپور اشعار کتابوں میں ملتے ہیں۔مولانا عبدالرحمن جامی
کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

شیخ مصریان و صوفیان ایشاں بود
و از شعراء صوفیاں است

جو شخص اپنی خواہشات، مانوس احباب اور مرغو
سے فانی (بے نیاز) ہو کر تجھ سے باقی نہ بن گیا ہو۔
جب اسے محبت الٰہی کا کوئی قطرہ مل گیا تو اس کے
پراگندہ اور پریشان اسباب یکجا اور اکٹھا ہو گئے۔
اب وہ مرغوبات کی منزل اور ثواب عظیم کے درمیا
قائم مراتب میں ہے کہ اس کا ساتھ دے یا اسے اختیار کرے۔

اقوال زریں اور تعلیمات

مرید صادق

اللہ المرید لا یرید لنفسہ الاما ارادوا
لہ والمراد لا یرید من الکونین شیئا غیرہ

مرید اپنے لئے وہی چاہتا ہے جو اس کے لئے اللہ چاہتا ہے اور مرا
(حق تعالیٰ بھی) اس کے سوا دنیا کی کسی چیز کو نہیں چاہتا۔
(کشف المحجوب 315) (مزامیر حق ص 57)

مالم تخرج من کلیتک لم تدخل
فی طریق الحق واحدالحبۃ

جب تک اپنے آپ سے بے نیاز نہ ہو جائے راہ طریقت و محبت میں قدم نہ رکھے۔(مزامیر حق)

غلط سلوک

چیرہ دستی اس شخص پر جو تم سے اوپر ہے، بے شرمی ہے۔

جو برابر ہے ، بے ادبی ہے اور جو نیچے ہے کمزوری ہے۔(آداب المریدین ص 78)

خوف ورجا

الخوف والرجا. کجناحی الطائر اذا
استویا استوی الطائر و تم فی طیرانہ

خوف و امید پرندے کے دو بازو کی مانند ہیں جب یہ ٹھیک (سیدھے) ہوں تو پرندہ سیدھا رہتا ہے اور اس کو اڑنے میں مدد دیتے ہیں۔(طرائق الحقائق ص 531)

غیر جنس کی صحبت

اضیق السجون معاشرہ الاضداد

غیر جنس لوگوں کی صحبت تنگ ترین قید خانہ ہے۔(نفحات ص 202)

راندہ درگاہ حق کی علامت

علامۃ اعراض اللہ عن العبدان یشغلہ بمالا یعنیہ (نفحات 202)

اللہ جس بندے سے اعراض کرتا ہے اسے غیر ضروری بے ہودہ باتوں میں مصروف کر دیتا ہے۔

غور و فکر

پانچ باتوں میں غور و فکر کرنا چاہیے۔

۱۔آیات و علامات حق تعالیٰ میں جس سے معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔فضل و عطائے حق میں جس کا نتیجہ محبت الٰہی ہوتا ہے۔

۳۔اللہ تعالیٰ کے وعید اور خوف دلانے میں جس سے رغبت و شوق پیدا ہوتا ہے۔

۴۔حقائق نفس اور رضائے حق میں جس سے شرم و حیا پیدا ہوتی ہے۔(مناقب الصوفیہ ص 83)

تصوف

کدورت بعد کے بعد صفت قرب حاصل کرنا تصوف ہے۔(طرائق 2 ، ص 531)

تصوف

دوست کے دروازے پر معتکف ہو کر بیٹھنا ہے اگرچہ وہ نکال کیوں نہ دے۔(طرائق 2 ، 531)

عاجزی و تکبر

لا یرفع احد الا بالتواضع
ولا یتضع احد الا بالکبریا

تواضع کرنے سے آدمی سربلند ہوتا ہے اور تکبر سے آدمی سرنگوں ہو جاتا ہے۔(المقدمہ فی التصوف والحقیقۃ سلمی ص 51)

حقیقت خوف

حقیقت خوف یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ ڈرو (تذکرۃ الاولیا ص 312)

التصوف ترک التکلف واستعمال
التظرف و حذف التشرف

تصوف تکلف چھوڑنے، توجہ استعمال کرنے اور شہرت مٹانے سے عبارت ہے۔(مزامیر حق ص 11)

صوفی

الصوفی من لبس الصوف علی الصفا
واطعم الھوی ذوق الجفاء
کانت الدنیا منہ علی القفا
و سلک منھاج المصطفیٰ

صوفی وہ ہے جو لباس صفا پہنے، خواہشات کو کھا جائے، جفا سے لذت پائے، دنیا کو پس پشت ڈال دے اور رسول اللہ کی سنت پر چلے۔(قرآن اور تصوف 10 ، طرائق الحقائق جلد اول ص 106)

سماع

عارفانہ کلام گانا اور ان سے لطف اندوز ہو کر وجد و تواجد کرنا بزرگوں کا شیوہ رہا ہے۔ موجودہ زمانے میں قوالی سماع کی ایک جداگانہ شکل ہے۔

آپ سماع کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "سماع میں ہم بعض اوقات ایسے مقام پر پہنچ جاتے ہیں جو تلوار کی دھار کی طرح تیز ہوتا ہے اگر ذرا لغزش ہو تو ہم آگ میں گر جائیں۔ (آداب المریدین ص 105)

سماع

حضرت ابو علی رودباری نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا جبکہ ایک شخص نے سماع کے متعلق پوچھا۔ تخلصنا منہ راسا براس۔ کاش کہ ہم اس سماع سے سربسر چھوٹ جاتے۔ (اس لئے کہ آدمی سب چیزوں کے حق ادا کرنے میں عاجز ہے جب کسی چیز کا حق فوت ہو جائے تو بندہ اس میں اپنا قصور دیکھتا ہے اور جب اپنا قصور دیکھتا ہے تو آرزو کرتا ہے کہ کاش اس سے چھوٹ جائے۔ (کشف المحجوب ص 617)

مرید باطل

فرماتے ہیں جو مرید پانچ دن کی بھوک کے بعد رونے لگے اس کو بازار میں گداگری کے لئے بھیج دو (تذکرہ ص 312)

محبت

محبت یہ ہے کہ قطعی طور پر خود کو محبوب کے حوالے کر دو، اپنے پاس کچھ بھی مت رکھو۔

مفید یقین

سب سے زیادہ فائدہ مند وہ یقین ہے کہ حق تعالیٰ [illegible] تمہاری آنکھ میں عظیم القدر کر دے اور ماسویٰ کو حقیر و نابود [illegible] دے۔ (تذکرۃ الاولیا۔ ص 342)

جوان مرد

جوان مرد وہ ہے جو دونوں عالم میں حق تعالیٰ ہی کو چاہے۔ (تذکرۃ الاولیا۔ ص 342)

وصیت

لا تفارق ہذہ الخلال الاربعۃ
صدق القول و صدق العمل و
صدق المودۃ و حفظ الامانۃ

ان چاروں کو درمیان میں ترک بالکل نہ کرنا چاہئے۔ (۱) راست گوئی (۲) صدق عمل (۳) سچی محبت (۴) امانت کی حفاظت (فی مقدا التصوف والحقیقۃ ص 63)

وفات

آپ نے رودبار میں آنکھ کھولی بغداد میں نشو و نما پائی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت بغداد میں حاصل کی جوانی وہیں گزاری پھر آپ بغداد سے مصر چلے گئے اور باقی ماندہ زندگی مصر ہی میں گزاری۔

امام غزالی آپ کی ہمشیرہ فاطمہ سے روایت کرتے ہیں جو خود عارفہ تھیں کہ جب میرے بھائی کا مرض الموت قریب آیا ان کا سر میری گود میں تھا۔ آپ نے آنکھ کھولی۔ اور کہا۔ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور جنت آراستہ کی گئی ہے اور یہ قائل کہہ رہا ہے "اے ابو علی! تحقیق ہم نے تمہیں بلند مقام پر پہنچایا۔ اگر تو اسے روند کرے" پھر یہ شعر کہا۔

وحقک لا نظرت الی سواکا
بعین مودت حتے اراکا

آپ نے ۳۲۸ھ میں مصر میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

کشمیر اور میر سید علی ہمدانی

عبدالقادر کبروی
سری نگر۔

ساتویں صدی ہجری کے اختتام پر جب وسطی اشیاء سے اسلام پھیلتا پھیلتا کشمیر کی شمال مغربی سرحدوں تک پہنچ گیا، تو یہاں سے کشمیر میں مسلمانوں کو داخل ہونے کا راستہ حاصل ہوا۔ کشمیر میں ہندو زمانہ کے آخری راجہ سہہ دیو کے عہد میں حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ وسطی ایشیا سے آکر اسی راستہ یعنی شمال مغربی راستے سے کشمیر میں داخل ہوئے۔ اور اسی عہد میں شاہ میر بھی اسی راستہ جسے سوات کنیر سے آکر وارد کشمیر ہوا۔

تواریخ کے مطالعہ سے اس بات کا بھی پتہ مل جاتا ہے کہ اسی عہد کے قریب وسطیٰ ایشیا کے مختلف علاقوں سے لوگ آکر کشمیر میں داخل ہونا شروع ہوئے۔ کشمیر کے شمال مغربی راستہ سے ہی آٹھویں صدی، ہجری کے پہلے عشرہ میں ذوالچو تاتاری بھی کشمیر میں وارد ہوا۔ یہاں کا آخری ہندو راجہ اس کے خوف سے رعایا کو خونخوار حملہ آور ذوالچو تاتاری کے رحم و کرم پر چھوڑ کر کشتوار بھاگ گیا۔ ذوالچو تاتاری نے قتل و غارت کر کے یہاں کی بیشتر آبادی کو قتل کر دیا۔ ذوالچو کے جانے کے بعد کشمیر کا راجہ رینچن شاہ ہوا۔ یہ بدھ مذہب کا پیروکار تھا۔ اس نے ہندو عورت سے شادی کی تھی۔ یہ دونوں میاں بیوی میں اکثر مذہب کے اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے سے جھگڑتے تھے۔ رینچن شاہ کے ذہن میں تجسس اور بیداری تھی، وہ پڑھے لکھے لوگوں اور ہندو اور بودھ پروہتوں کی صحبت کو پسند کرتا تھا اور مختلف مذاہب کے پیرووں سے مذہب کے بارے میں طرح طرح کے سوالات کرتا تھا۔ وہ اکثر ان سے مناظرہ بھی کرتا تھا لیکن یہ مناظرے اس کی روحانی تشنگی کو بجھا نہ سکے۔ بدھ مت جو اس کا پیدائشی مذہب تھا، خارجی عناصر کے امتزاج کی وجہ سے اس کے لئے وجہ تشفی نہ ہو سکا۔ ہندو دھرم، ذات پات کی بندشوں کی وجہ سے اس کو پسند خاطر نہ تھا۔ رینچن شاہ تلاش حق میں رہتا تھا۔ آخر اس روحانی اضطراب کے عالم میں اس کی ملاقات سید شرف الدین بلبل شاہ سے ہوئی، جو ان ہی دنوں وسطی ایشیا سے آکر شمال مغرب کے راستے سے کشمیر میں داخل ہوئے تھے۔ بلبل شاہ صاحب سلسلہ سہروردیہ سے منسلک تھے۔ رینچن شاہ، جناب بلبل شاہ صاحب کے اثر سے دائرہ اسلام میں آیا۔ ان کے پیرو مرشد نے اسلام لانے کے بعد ان کا نام صدر الدین رکھا۔ اس طرح اسلام کو کشمیر میں شاہی سرپرستی حاصل ہوئی۔ نتیجہ کے طور پر کشمیر میں ہر طرح اسلام پھیلنے لگا۔ رینچن شاہ کے اسلام قبول کرنے سے اس کے امراء وارا کین نے بھی اسلام قبول کیا۔ چونکہ رینچن شاہ پہلے بدھ مذہب کا پیروکار تھا اس لئے دیگر بدھوں نے بھی اکثر اسلام قبول کیا۔

رینچن شاہ کا انتقال ۱۳۲۳ء میں ہوا۔ ان کی وفات کی وجہ سے اسلام کے پھیلنے کی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہونے لگی۔ نتیجہ کے طور پر اس کی رفتار مدھم پڑ گئی۔ کیونکہ رینچن شاہ کے بعد جیسا کہ تواریخوں میں درج ہے کہ کشمیر کا راجہ اودیان دیو ہوا۔ اس طرح کشمیر پھر ہندو بادشاہ کے قبضہ میں آیا۔ رفتہ رفتہ کشمیر میں مبلغ اسلام کی عدم موجودگی سے اسلام برائے نام رہا تھا۔ یہاں کے لوگوں میں احساس کمتری پیدا ہونے لگی۔ لوگ اسلامی شرع سے بے خبر ہوتے جا رہے تھے اور اسلامی شرع و قوانین کی کچھ واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ یہاں تک جب حضرت میر سید علی ہمدانی، رینچن شاہ کے انتقال کے قریباً ۴۰ سال بعد وارد کشمیر ہوئے، تو اس وقت کشمیر کا بادشاہ سلطان قطب الدین تھا، جو مسلمان ہوتے ہوئے اسلامی شرع و قوانین سے اتنا بے خبر تھا کہ اس نے بیک وقت دو سگی بہنوں کو نکاح میں لایا تھا۔ حضرت میر سید علی ہمدانی کی نصیحت آموز اثر سے سلطان نے ایک بیوی کو طلاق دی۔ اور سلطان قطب الدین حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کی تربیت سے اس کا مرید بن گیا۔ سلطان قطب الدین شاعر تھا، اس نے حضرت میر سید علی ہمدانی کی تعریف توصیف ایک منقبت میں کی ہے، جو اس نے حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کی شان میں کہا ہے۔

غرض اس وقت کشمیر میں مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ اگرچہ وہ بظاہر مسلمان تھے، تاہم وہ مشرکانہ رسم و رواج پر عمل پیرا تھے۔ جب حضرت میر سید علی ہمدانیؒ نے کشمیر میں مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی، تو انہوں نے خود اور ان کے ساتھ آئے ہوئے سادات کرام نے کشمیریوں کو اسلام کی تبلیغ کرنا شروع کی، جس

کی بدولت اسلام کافی حد تک کشمیر میں پھیل گیا اور رفتہ رفتہ ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی نے کشمیر میں اسلام کی مشعل کو مزید روشن کرنے کے لئے اپنے ساتھ لائے ہوئے بہت سارے سادات کرام کو تبلیغ کرنے کی غرض سے یہاں رہنے کی اجازت دی اور حضرات سادات کرام نے آخری دم تک کشمیر میں تبلیغی مشن کو جاری رکھا، اور اس غرض کے حصول کے لئے انہوں نے اپنی زندگیاں

وقف کیں۔ یہاں تک کشمیر کے ہر گوشے میں اسلام کی شمع جگمگا اٹھی اور اپنی تابناک روشنی سے ان کے دلوں کو بھی منور کیا۔

حضرت میر سید علی ہمدانی کے تبلیغی مشن کے ان بابرکت سادات کرام میں جناب پیر محمد بلخی، جناب سید جمال الدین، جناب سید کمال الدین، جناب سید جلال الدین، جناب میر سید رکن الدین، جناب سید فخرالدین، جناب سید عبداللہ، جناب سید خلیل، جناب سید نورالدین، جناب سید محمد حصاری، جناب سید تاج الدین، جناب سید حیدر، جناب سید حسین سمنانی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی، ہمدان میں بروز دو شنبہ ۱۲ رجب ۷۱۴ ہجری مطابق ۱۲۲ اکتوبر ۱۳۱۴ء پیدا ہوئے۔ ان کا سلسلہ نسب ۱۸ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملتا ہے۔ حضرت میر سید علی ہمدانی چھوٹی ہی عمر میں اپنے ماموں خود شیخ علاؤالدین سمنانی کے پاس علوم فقہ و تصوف پڑھے۔ اور ان سے بہت کچھ فیض و برکات حاصل کئے۔ سلوک کی تربیت تقی الدین علی دوستی سے پائی۔ ان کی وفات کے بعد شیخ شرف الدین محمود مزدقانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے مرید بن گئے۔

حضرت میر سید علی ہمدانی کے حالات کے مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیچھے ایک اشارہ کار فرما تھا۔ حضرت امیرؒ اسی غیبی اشارہ کے بارے میں خود فرماتے ہیں۔

"کہ جب میں بارہ سال کی عمر کا تھا، تو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب کے ساتھ دیکھا۔ میں نے چاہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ مگر بسیری نہ ملی، سخت دوڑ دھوپ کی مگر راستہ نہ ملا۔ اسی اضطراب کی حالت میں عرض کیا کہ مجھے بھی اپنی خدمت میں آنے کا موقعہ عطا فرما۔ انہوں نے فرمایا کہ جب تک تم ابوالمعالی شرف الدین محمود المزدقانی کی طرف رجوع نہ کرو گے، مجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔

بیدار ہونے پر میں شیخ شرف الدین محمود مزدقانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیرؒ کو اپنے مرشد کے ساتھ اس قدر گہرا قلبی لگاؤ تھا کہ خود فرماتے ہیں "کہ میں حضرت شیخ کے لئے بیت الخلاء میں جو ڈھیلے رکھا کرتا تھا، پہلے ان کو اپنے ماتھے کے ساتھ ملتا اور رگڑتا تھا۔ نتیجہ کے طور پر میرے ماتھے سے گوشت و پوست اڑ گیا تھا۔ جب شیخ مزدقانی کو اپنی روحانی بصیرت سے میری حالت سے آگاہی ہوئی، تو انہوں نے فرمایا کہ اے سید اپنے آپ کو اس قدر تکلیف میں مبتلا نہ کرو۔ اگرچہ خدمت کرنا ہی چاہتے ہو، تو خانقاہ کے درویشوں کے لئے طہارت کا پانی لایا کرو۔

حضرت امیرؒ نے اپنے مرشد شیخ محمود مزدقانی کے حکم کے مطابق تین مرتبہ ربع مسکون کی سیاحت کی۔ ہر مرتبہ انہوں نے سات سال تک سیاحت کی اور کم از کم بارہ مرتبہ حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ سیاحت کے دوران انہوں نے چودہ سو اولیاء اللہ کی صحبت پائی اور ایک ہی مجلس میں چار سو اولیاء اللہ سے ملاقات کی اور ان کی صحبت میں رہ کر ان کے اوراد و وظائف کو جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام اپنے جد اعلیٰ کے حکم کے مطابق "اوراد فتحیہ" رکھا چنانچہ آج بھی آپ کے معتقدین کشمیر میں اس اوراد کو صبح کی نماز کے بعد پڑھتے ہیں۔

ریاضات و مجاہدات

حضرت میر سید علی ہمدانی طریقہ کبرویہ کے اہم ترین شارح اور مبلغ تھے۔ کشمیر میں انہوں نے ہی طریقہ کبرویہ سے لوگوں کو آشنا کیا۔ اس کی بنیاد دس چیزوں پر ہے۔

(۱) توبہ (۲) زہد (۳) توکل (۴) قناعت (۵) عزلت (۶) ذکر (۷) توجہ (۸) صبر (۹) رضا (۱۰) ظاہر یہ وہ مقامات ہیں جو سخت ریاضت کے محتاج ہیں۔ حضرت امیر نے ان دس قواعد کو اپنی عملی زندگی میں اس طرح جذب کیا تھا کہ انبیاء کے وارث ہونے اس کے لئے انہیں کافی ریاضات و مجاہدات سے گزرنا پڑا۔ سلاطین ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوتے تھے اور زہد کی وجہ سے دنیاوی مناصب سے بے نیاز رہے۔ امراء و حکام وقت اپنا سارا مال و جاہ ان کے قدموں پر فدا کرنا چاہتے تھے، مگر قناعت

کی برکت سے انہوں نے اپنا ذریعہ معاش کلاہ دوزی کو بنا رکھا تھا۔ صبر کی بدولت ضبط نفس اور قوت برداشت اس حد تک حاصل تھی کہ مہینوں بلاخورد و نوش رہتے تھے۔

ایک مرتبہ اپنے نفس کی آزمائش کی اور روم میں سخت سردی کے موسم میں جب کہ پانی ہر طرف منجمد ہوا تھا۔ صبح سویرے اٹھ کر یخ بستہ پانی کو توڑ کر چالیس دن تک غسل کرتے رہے۔ لباس کی یہ حالت تھی کہ پورے جسم پر ایک پرانے خرقہ کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس مرد مومن نے دشت و جبل میں اعتکاف کیا، صحراؤں میں چلے کاٹے۔ دریاؤں اور سمندروں کو عبور کیا۔ جنگلوں اور بیابانوں میں اذانیں دیں۔ اور لاکھوں انسانوں کو دولت اسلام سے مالامال کیا۔

اسی طرح روحانی رفعت اور باطنی کمالات کے ساتھ حضرت امیرؒ علم و فضل میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ اس پر ان کے بے شمار علمی اور اصلاحی کتب و رسائل شاہد ہیں۔ انہوں نے

دینی اور عقلی علوم پر متعدد رسالے لکھے ہیں۔ ان کی مشہور تصانیف میں ذخیرۃ الملوک، اربعین، سبعین، ذکریہ اور اورادیہ شامل ہیں۔

اگرچہ تصوف میں حضرت امیرؒ کا اپنا ایک خاص مسلک تھا، تاہم وہ امام غزالیؒ، شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے علوم و افادات سے بے حد متاثر تھے۔ حضرت امیرؒ کے ریاضات اور عبادات کا یہ حال تھا کہ ان کے مرید خاص مولانا نورالدین بدخشی خلاصۃ المناقب میں لکھتے ہیں "ایک بار حضرت امیر کبیرؒ نے علی شاہ نام کے ایک گاؤں میں اپنے ساتھیوں پر غصہ کیا اور فرمایا تم لوگوں نے اپنا نام "اہل طلب" رکھا ہے، جس چیز کا اہتمام کرنا تھا، ان پر استقامت نہیں کرتے تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ درویشی کے لباس میں رہ کر اس مقام کو کھانے، پینے اور آرام کرنے سے حاصل کرتے ہو۔ خدا کی قسم اپچھلے پچاس سال سے میں نے اختیاری طور پر پہلو زمین پر رکھ کر نیند نہیں کی ہے، پھر بھی اس محنت و مشقت کے باوجود اپنے آپ کو ادنیٰ کتے سے بہتر نہیں سمجھتا ہوں۔"

آپ کے مرید خاص حضرت نور الدین جعفر بدخشی نے "خلاصۃ المناقب" میں بیان کیا ہے کہ حضرت میر سید علی ہمدانیؒ نے کنیر سوات میں ۶ ماہ ذی الحجہ ۷۸۶ھ ہجری میں انتقال کیا۔ اس

وقت آپ کی زبان پر یا اللہ، یا رفیق، یا حبیب کے اذکار جاری و ساری تھے اور آخری وقت پر آپ کی زبان سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نکلا۔ اس طرح روح پاک عالم دنیا کی تنگی سے نکل کر بے کران اور غیر فانی دنیا کی طرف پرواز کر گئی۔ بعد میں آپ کے رفقاء نے آپ کے تابوت شریف کو کنیر سوات سے اٹھا کر ختلان کے ایک مقام کولاب میں لایا، اور وہاں ہی دفن کیا۔

پیغمبر اسلام کی ظرافت کی باتیں

شاہد حسین سرگیب

ایک دفعہ حضورؐ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔ حضرت علیؓ
برابر تشریف فرما تھے۔ حضرت علیؓ کھجوریں کھاتے جاتے تھے اور گٹھلیاں آنحضورؐ کے سامنے رکھتے جاتے تھے جب کھجوریں کھائی جا چکیں تو حضرت علیؓ نے کہا بتاؤ کھجوریں کس نے زیادہ کھائی ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا۔ ذرا یہ بھی دیکھنا کہ گٹھلیوں سمیت کھجوریں کون کھا گیا؟

ایک دفعہ ایک بڑھیا خدمت اقدس میں آئی کہ حضورؐ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ کو بہشت نصیب ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ بوڑھی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی۔ اسکو بہت صدمہ ہوا اور اور روتی ہوئی واپس چلی گئی۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی لیکن جوان ہو کر۔

ایک شخص نے خدمت اقدسؐ میں آکر عرض کی کہ مجھ کو کوئی سواری عنایت ہو۔ ارشاد ہوا کہ میں تم کو اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ اس نے کہا کہ یا رسول اللہؐ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپؐ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو

ایک دفعہ حضرت انسؓ کو پکارا تو فرمایا "او دو کان والے" اس میں ایک نکتہ یہ بھی تھا کہ حضرت انسؓ نہایت اطاعت شعار تھے اور ہر وقت آنحضرتؐ کے ارشاد پر کان لگائے رکھتے تھے۔

حضرت انسؓ کے چھوٹے بھائی کا نام ابو عمر تھا وہ کم سن تھے اور ایک ممولا پال رکھا تھا کہ اتفاق سے وہ مر گیا۔ ابو عمر کو بہت رنج ہوا۔ آپؐ نے ان کو غمزدہ دیکھا تو فرمایا "ابو عمر! تمہارے ممولے نے یہ کیا کیا؟"

بزرگان دین کی خدمات

مولانا محمد امین الاسلام
بنگلہ دیش

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ ہمارے بزرگان دین اور سلف صالحین نے اس فلک نیل گون کے سایہ سے اسلام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے پس منظر میں ایک راز کی تفصیل بھی ہے اور یہ کہ آقائے نامدار تاجدار مدینہ سرکار دو عالم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح سید

المرسلین ہیں رحمۃ اللعالمین ہیں اسی طرح خاتم النبیین بھی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے، اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیائے فانی سے تشریف لے گئے لیکن آپ کی نبوت باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔ آپ کے معجزات باقی ہیں آپ کا مشن جاری ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے داعیا الی اللہ کی حیثیت سے جو عظیم خدمت انجام دی ہے جو ہمیشہ باقی رہے گی کیونکہ آپ کی تعلیمات ابدی اور سرمدی ہیں، عالم انسانیت کی فلاح وبہبود کا راز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع ہی میں مضمر ہے اس حقیقت کا اظہار قرآن کریم نے اس طرح کیا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم۔

چونکہ دین محمدؐ باقی ہے اس لئے دعوت بھی جاری رہے گی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر ملال کے بعد سب سے پہلے دعوت دین کی یہ ذمہ داری تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بخوبی ادا فرمائی ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی یہ فریضہ انجام دیا اور اس کے بعد اولیائے کرام و صوفیائے عظام نیز مجاہدین علماء، صلحاء اور فقہائے امت نے اس ذمہ داری کو سنبھالا ان حضرات نے اپنے اپنے زمانہ میں دعوت دین کے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور دنیا کے ہر ملک میں اسلام کی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، یہی وجہ ہے کہ آج ساری دنیا میں اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے دنیا کا وہ کون سا ملک ہے جہاں

اذان کی آواز گونجتی نہیں ہے۔ دنیا کا وہ کون خطہ ہے جہاں مسلمان آباد نہیں ہیں، زمین کا وہ کون سا حصہ ہے جہاں مسجد موجود نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ اولیائے کرام کی ان پرخلوص خدمات کے نتیجہ کے طور پر آج آبادی کے لحاظ سے دنیا کے ہر پانچ آدمیوں میں ایک آدمی ضرور مسلمان ہے۔

جس طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی نے برصغیر پاک وہند میں اسلام پھیلایا جس طرح کہ حضرت شاہ جلال یمنی نے موجودہ بنگلہ دیش میں اسلام کا پیغام پہنچایا بالکل اسی طرح کشمیر جنت نظیر کے اس علاقہ میں امیر کبیر حضرت سید میر علی ہمدانی کی روحانی ضیا پاشی کی برکت سے اسلام پھیلا آج ہم یہاں جو کچھ ایمانی اور روحانی چمک ودمک دیکھ رہے ہیں یہ سب انہی کی نظر کرم کے رہن منت ہیں۔ بقول اکبر آبادی مرحوم

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اس لئے میں بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اس خطہ ارضی میں زندگی کے جو آثار نمایاں ہیں اسلام کی جو روشنی موجود ہے نیز جو روحانی کیفیات محسوس ہوتی ہیں وہ ان ہی کی برکات ہیں کیونکہ حضرت ہمدانیؒ نے اس علاقہ کے لوگوں کی مذہبی سیاسی سماجی تہذیبی اور تمدنی زندگی میں ایک نئی روح پھونک دی ایک نئے جہت ایک نئے معیار اور ایک نئے وقار کی نشاندہی کی۔

تاریخ گواہ ہے آپ کی تعلیمات کی وجہ سے نہ صرف سارے توہمات کے حصار ٹوٹ گئے بلکہ قلب ونظر کے بند کواڑ کھل گئے حتیٰ کہ دل ودماغ کی وادیوں میں ایک نئی بہار آگئی اور لوگوں نے یقین محکم، عمل پیہم محبت فاتح عالم کا طریقہ اپنایا، یہ وہ عظیم انقلابی سوز تھا جس نے لوگوں کو عزم وعمل کی توانائیوں اور تابناکیوں اور تلاش وجستجو کی نئی وسعتوں اور رفعتوں سے روشناس کروایا، فکر ونظر اور جذبہ احساس کو ایک نئی تاریخی بصیرت دی نتیجہ کے طور پر ایمانی حرارت جسم وجان کا حصہ بن گئی۔

حقیقت یہ کہ جب انسان کے دل میں اللہ رب العالمین پر یقین کامل پیدا ہوتا ہے جب اس کو رب کارساز بے نیاز کا قرب حاصل ہوتا ہے تب اس کا اثر قدرتی طور پر لوگوں کے دلوں پر

ہوتا ہے کیونکہ دلوں کا مالک تو خود اللہ پاک ہے اس لئے دلوں پر اللہ والوں کا اثر ہونا قطعاً طبعی اور فطری بات ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایسے حضرات شاذونادر ہی دنیا میں آیا کرتے ہیں۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء کرام انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں، ظاہر ہے اس اعلیٰ مرتبہ پر سب سے پہلے اولیاء اللہ ہی فائز ہیں اور قرآن کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا و کانو یتقون لھم البشری فی الحیواۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا لکلمات تبدیل اللہ ذالک ھو الفوز العظیم** ہوشیار! اللہ والوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ وہ لوگ جو اللہ پاک پر ایمان لائے اور اللہ پاک سے ڈرتے رہے ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، یاد رکھو کہ اللہ پاک کی بات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اللہ والوں کو کوئی غم نہ ہو گا بلکہ جو اللہ والوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور جو اللہ والوں کے فیض یافتہ ہوتے ہیں ان کو بھی کوئی غم نہ ہوگا جب کہ ہجرت کی تاریک رات میں جب کہ خود حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غار ثور میں پناہ لیتے ہیں اس وقت دشمن قریب آ چکا تھا یار غار حضرت ابو بکر حزین و فکر مند ہوتے ہیں لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے **لا تحزن ان اللہ معنا** ای ابو بکر حزن و نہ کرو یقیناً اللہ پاک کی معیت ہمیں حاصل ہے اور اللہ پاک کی معیت سب سے بڑی خوش نصیبی ہے اور یہ خوش نصیبی اللہ والوں کو حاصل ہے۔ امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ بے شک ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو اللہ پاک کی معیت حاصل ہے جن کی شخصیت نمایاں ہے جن کی شہرت اور مقبولیت بے مثال ہے اور جن کی خدمات ان گنت ہیں۔

آج بھی ہمیں ان کی تعلیمات کو اپنانا چاہئے اور ان کے اسباق کو پھر یاد کرنا چاہئے۔

الہٰی وہ سبق بھولا ہوا پھر یاد ہو جائے
یہ امت پھر اسی انداز سے آباد ہو جائے

دراصل زندہ قومیں اپنے بزرگوں کو کبھی بھلا نہیں سکتی ہیں اگر کوئی قوم اپنے بزرگوں کو بھلا دے تو زندہ بھی نہیں رہ سکتی۔

اس لئے آج حضرت سید علی ہمدانیؒ کی یاد اپنی جگہ نہ صرف مناسب بلکہ بہت ضروری ہے چونکہ پورے کشمیر کی آزادی ابھی باقی ہے اللہ پاک رب العالمین کی نصرت کی یقین دہانی قرآن کریم میں موجود ہے۔ ارشاد ربانی ہے وما النصر الا من عند اللہ یعنی اے مسلمانو! تمہیں مدد صرف اللہ کی طرف سے ملے گی اس لئے آج دنیائے اسلام کو ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف اللہ پاک کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور **ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین** کی خوشخبری تمہیں قبول کرنی چاہئے مگر میں کیا کہوں۔

یہ خاموشی کہاں تک، لذت فریاد پیدا کر
زمین پر تو ہو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

حقیقت یہ ہے کہ جہاد زندگی کے اس اہم اور تاریخی مرحلہ میں امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی روحانی توجہ اور فیض رسانی کی بڑی اہمیت اور ضرورت ہے، اللہ پاک ہمیں اس سے سرفراز فرمائے اور عالم اسلام پر رحمت نازل فرمائے۔ آمین

بقیہ مجموعہ شریعت محمدیہ

ماہواری اور نفاس والی عورت کے حق میں بھی مذکورہ بالا امور کو پاک ہوئے بغیر بجالانا ممنوع ہے۔ جنسی رابطہ قائم کرنا بھی ممنوع ہے نیز ہر وہ کام ممنوع ہے جس کی بجاآوری کے لئے پاک ہونا ضروری ہو۔

بڑی مصیبت

اگر کسی خاتون کا خون بالکل بند نہ ہوتا ہو بلکہ خون اس کی زندگی کا الگ نہ ہونے والا حصہ بن گیا ہو تو یہ صورت اس خاتون کے لئے ایک بڑی مصیبت سے کم نہیں۔ ایسی صورت حال سے دوچار ہونے والی خاتون کا حکم شرعاً یہ ٹھہرتا ہے کہ وہ ہر مہینے کا آدھا حصہ نماز وغیرہ کی ادائیگی میں گزارے اور آدھا حصہ نماز وغیرہ کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں گزارے۔ زچگی کے موقع پر وہ ساٹھ دنوں تک نماز وغیرہ کی ادائیگی نہ کرے۔ اس کے بعد اوپر والے بیان کردہ حکم پر عمل کرے۔ اگر ایسی صورت حال سے دوچار خاتون سے اس کا شوہر جنسی ملاپ چاہے تو وہ ان دنوں میں یہ ملاپ کرے جن دنوں میں وہ نماز وغیرہ کی ادائیگی کرتی ہو۔

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

تصوف روح اسلام (قسط نمبر ۲)

صوبیدار محمد اسماعیل عاصی سرسیکی

صوفیہ کی تعریف اور صوفیہ کے اوصاف

۱۔ حضرت شیخ الاسلام ذکریا انصاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "تصوف وہ علم ہے۔ جس سے تزکیہ نفس ، تصفیہ اخلاق ، تعمیر ظاہر و باطن کے احوال کا علم ہوتا ہے۔ تاکہ سعادت ابدی حاصل کی جا سکے۔ اس کا موضوع بھی تزکیہ نفس تصفیہ و اخلاق و تعمیر ظاہر و باطن ہے اور اس کی غایت و مقصد سعادت ابدی حاصل کرنا ہے۔ حضرت امام قشیری فرماتے ہیں۔

۲۔ "الصفا محمد بکل لسان وضده الکدورة وھی مذمومہ یعنی تصوف کے معنی صفائی کے لیتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں ایک حدیث بھی نقل فرماتے ہیں۔ جس سے تصوف کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

۳۔ "فالموت الیوم تحفۃ لکل مسلم" یعنی ابو جحیفہؓ نے کہا رسول اللہؐ ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے اس حالت میں کہ آپ کا رنگ متغیر تھا اور فرمایا کہ دنیا کی صفائی گئی اور کدورت باقی رہ گئی ہے۔ بس آج کل ہر مسلمان کے لئے ایک تحفہ ہے۔

۴۔ حضرت امام غزالی اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں القول فی طریقة الصوفیہ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں۔ "ثمہ انی فرغت من ھذا العلوم ـــ بذکر اللہ" یعنی جب میں ان علوم ظاہری سے فارغ ہو کر "علوم باطنی راہ طریقت ریاضت و مجاہدہ" صوفیہ کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ علم و عمل سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔ ان کے علم کا حاصل نفس کی گھاٹیوں کا قطع کرنا اخلاق ذمیمہ اور صفات خبیثہ سے پاک و منزہ ہونا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے قلب کو غیر اللہ سے خالی کیا جائے اور اس کو ذکر الٰہی سے آراستہ کیا جائے۔ امام غزالی نے تصنیف و تالیف و درس و تدریس اور افتاد کو چھوڑ کر اپنی شہرت کے عروج کے زمانہ میں صوفیہ کے طریقے کو اختیار کیا تھا اسی زمانہ کا ذکر ہے کہ آپ سے ایک شخص نے کسی مسئلہ پر فتویٰ طلب کیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ "دور ہو تو نے مجھے ایام باطلہ کی یاد دلائی امام غزالی کو اب درس مدرسہ وسوسہ نظر آنے لگا تھا اور آپ نے اس زمانہ کو باطل زمانہ یا بربادی وقت کا زمانہ قرار دیا (قرآن و تصوف از ڈاکٹر میر ولی الدین)

۵۔ مشہور صوفی بزرگ شیخ ابوالحسن نوری احمد تصوف کی تعریف میں فرماتے ہیں "التصوف ترک کل حظ النفس" یعنی تصوف حظ نفس کو چھوڑ دینا ہے۔ صوفی ہوا و ہوس سے آزاد ہوتا ہے اور واقف ہے کہ اتباع ھویٰ ضلالت ہے کیونکہ قرآن شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ" (۲۳ــ۱۱)

۶۔ شیخ ابو علی قزوینی تصوف کو پسندیدہ اخلاق قرار دیتے ہیں۔ "التصوف ھو الاخلاق الرضیہ"

۷۔ مشہور صوفی بزرگ ابو محمد الجریری نے کہا ہے "التصوف الدخول فی کل خلق سنی الخروج من کل خلق دنی" یعنی تصوف ہر نیک خصلت سے مزین ہوتا ہے اور تمام بری عادتوں سے قلب کو تخلیہ کرنا ہے۔

۸۔ معروف صوفی بزرگ حضرت کتانیؒ نے فرمایا ہے "التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی الصفاء" یعنی تصوف خلق کا تو نام ہے جو شخص تجھ سے اخلاق حسنہ میں بڑھ گیا وہ تجھ سے صفائی قلب میں بھی بڑھ گیا۔

۹۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "فقیر عالم تصوف باطن صفا است" یعنی فقیر تصوف کا عالم اور صاف باطن ہوتا ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ "علم تصوف توحید گویند تصوف صفا کنندہ دل را گویند یعنی تصوف علم توحید کو کہتے ہیں۔ صوفی دل کو صاف کرنے والے کو کہتے ہیں۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی فقیہ یا عالم تمام عمر علم حاصل کرتا رہے تو دنیاوی محبت کی کدورت زنگار اور خطرات ان کے دل سے دور نہیں ہوتے تا وقتیکہ دل کو صاف کرنے والا علم تصوف حاصل نہ کرلے (کلید توحید کبیر) سلطان باہوؒ فرماتے ہیں تصوف کی غایت اس شعر میں بیان فرمائی گئی ہے۔

مرا از پیر طریقت نصیحتی یاد است
کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است (عین الفقر۔ گنج

الاسرار۔ شمس العارفین) یعنی مجھے اپنے مرشد کی نصیحت یاد ہے کہ خدا کی یاد کے بغیر جو کچھ ہے برباد اور ضائع ہے۔ ان تمام تعریفوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تصوف تزکیہ نفس اور تصفیہ اخلاق کا نام ہے۔ انزال کتب و ارسال رسل کی غایت بھی تو تزکیہ نفوس و تصفیہ اخلاق تھی۔ حضور انورؐ نے اپنی بعثت کا مقصود ہی مکارم اخلاق کی تفہیم بیان فرمائی ہے۔

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق" قرآن حکیم میں آپ کا کام یہ بتلایا گیا ہے "یزکیھم و یعلمھم الکتب والحکمۃ" یعنی تزکیہ و تصفیہ اخلاق تعلیم کتاب و حکمت اور فلاح دارین کا مدار تزکیہ "اخلاق" قرار دیا گیا ہے۔ "قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا" (القرآن)

اب اس وضاحت کے بعد مستشرقین مثلاً براؤن اور نکلسن کا یہ خیال کہ اسلامی تصوف یا تو ایرانیوں سے ماخوذ ہے یا یونانیوں سے محض خیال باطل رہ جاتا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ مستشرقین نے محض لاعلمی کی وجہ سے اور تصوف اسلام کے اصل ماخذ سے ناواقفیت کی بنا پر اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔ ہمارے بعض اہل قلم حضرات بطور فیشن براؤن اور نکلسن کی تصوف کے بارے میں آراء کا اظہار کر دیتے ہیں۔ اور یہ قطعاً بھول جاتے ہیں کہ ہر دو مستشرقین تصوف اسلامی کے ماخذ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوئے۔

جب صوفی مکارم اخلاق اور مجاہدہ نفس میں پختہ کار ہوتا ہے تو اسے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے اس لئے جنیدؒ نے صوفی کی تعریف یوں کی ہے "ھو ان یمتک الحق عنک ھو یحییک بہ" یعنی صوفی فانی ز خویش و باقی بحق ہوتا ہے۔

۱۱۔ رویمؒ سے پوچھا گیا تصوف کیا ہے تو فرمایا "استرسال النفس مع اللہ تعالیٰ علی مایرید" یعنی نفس کا حق کیساتھ حق تعالیٰ کے ارادے پر چھوڑ دینا ہی تصوف ہے (رسالہ قشیریہ)

۱۲۔ ذوالنون مصریؒ کا قول ہے کہ "ھم قوم اثروا اللہ عزوجل علیٰ کل شئی" یعنی صوفیہ وہ ہیں جنہوں نے تمام چیزوں پر خدائے عزوجل کو ترجیح دی اور اس کو پسند کیا تو خدا عزوجل نے بھی تمام چیزوں پر ان کو ترجیح دی اور پسند کیا۔

سورۂ واقعہ میں تین گروہوں کا ذکر ہے۔ (۱) اصحاب یمین (۲) اصحاب شمال (۳) اصحاب مقربین۔ اصحاب یمین وہ ہیں جو خالق کی الوہیت کو مانتے ہوئے محض اسی کو ہی عبادت کے لائق سمجھتے ہیں قولاً اور عملاً "ایاک نعبد وایاک نستعین" پر عمل پیرا ہیں۔ انہیں کے لئے فرمایا۔ فسلام لک (۲۷، ۱۵) (القرآن) اور ان کے لئے دنیا و آخرت کی سلامتی ہے اور بعد موت مغفرت و جنت کا وعدہ ہے۔ اصحاب شمال وہ ہیں جو مخلوق کو قابل عبادت و استعانت مانتے ہیں۔ وہ لوگ مغضوب ہیں اور گمراہ ہیں ان کا انجام "منزل من حمیم و تصلیہ جحیم" کے الفاظ میں ظاہر ہوا۔ تیسری جماعت مقربین کی ہے جو نہ صرف اللہ کا علم رکھتے ہیں۔ بلکہ اللہ کو بھی یاد رکھتے ہیں۔ بمصداق اقبالؒ

یزدان بکمند آور ای ہمت مردانہ۔ ان کے لئے "روح و ایمان و جنت نعیم" کی بشارت ہوئی یہ لوگ نہ صرف خالق کی الوہیت کو جانتے ہیں بلکہ خالق و مخلوق کے ربط و معیت کا علم بھی رکھتے ہیں گویا راز وحدت سے آشنا ہیں۔ ان کے لئے روح و ریحان کا وعدہ ہے۔ اور یہ مقربین کو رویت حق ہی سے مل سکتی ہے۔

۱۳۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اپنی مشہور تصوف کی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں۔ "فلیعلم انا نعنی بالصوفیہ المقربین" یعنی ہم صوفیہ کے معنی مقربین کے سمجھتے ہیں۔ ایسے صوفی (یا مقرب) کتاب و سنت سے اپنے فقر سے واقف ہو جاتا ہے۔ وہ جاننے لگتا ہے کہ ملک و حکومت افعال و صفات و وجود اصالتاً حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اور وہ ان تمام اعتبارات کے لحاظ سے "فقیر" ہے۔ اس لئے وہ جان لیتا ہے کہ حق تعالیٰ ہی "حی" ہیں ظاہراً و باطناً "ھوالحی القیوم" وہی "علیم و قدیر" ہیں وہی سمیع البصیر ہیں ظاہراً و باطناً "وھوالسمیع البصیر" اپنے اس فقر کے امتیاز سے اس کو خود بخود اپنی امانت کا امتیاز حاصل ہو جاتا ہے اور وہ جاننے لگتا ہے کہ اس میں وجود و انا صفات و افعال، مالکیت و حاکمیت من حیث الامانت پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا صوفی حق تعالیٰ ہی کے وجود سے موجود ہوتا ہے۔ ان ہی کے حیات سے زندہ ہوتا ہے ان ہی کے علم سے جانتا ہے ان ہی سے قدرت و ارادہ رکھتا ہے۔ انہی کی سماعت سے منشاء بصارت سے دیکھتا اور کلام سے بولتا ہے۔

صوفی کا مدعا رضائے الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔ اس کی عبادت بہشت، حور و قصور کے حصول و طمع کے لئے نہیں۔ اور نہ اس کی عبادت و ریاضت دوزخ کی آگ کے خوف سے ہے۔ بلکہ وہ طالب مولیٰ ہے وہ ذات الٰہی کے شوق دیدار میں

باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر

تصوف راہ حق

(استاد مرتضیٰ مطہری شہید کے معرکہ الآراء مضمون علم عرفان کی تلخیص)

مرد کہستانی

تعارف:

حضرت علامہ محمد حسین طباطبائی، حضرت آیت اللہ روح اللہ خمینی اور حضرت استاد مرتضیٰ مطہری شہید کا شمار جدید اسلامی ایران کے نامور عرفانی علماء اور انقلاب اسلامی کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ اسلامی تصوف کی حقانیت پر ان تینوں علماء نے جو معرکہ الآراء مضامین لکھے ہیں ہم قارئین نوائے صوفیہ کی دلچسپی کی خاطر ان کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔ یاد رہے کہ جدید ایران کے مذہبی لٹریچر میں تصوف کے لئے عرفان کا لفظ مستعمل ہے۔

اسلامی تہذیب و تمدن نے جن علوم کو جنم دیا ان میں سے ایک علم عرفان ہے۔

علم عرفان پر ہم دو مختلف پہلوؤں سے بحث کر سکتے ہیں جن میں سے ایک معاشرتی پہلو ہے اور دوسرا علمی پہلو۔

عرفانی علما اور دیگر علوم اسلامی کے علماء مثلاً محدثین، مفسرین، فقہا، متکلمین، فلاسفر، ادبا، اور شعرا وغیرہ میں ایک اہم فرق ہے اور وہ فرق یہ ہے کہ ایک علمی طبقہ سے تعلق رکھنے کے علاوہ عارفوں کی ایک مکمل اور جداگانہ پہچان ہے کیونکہ انہوں نے علم عرفان کے نام سے ایک علم ایجاد کیا اور اس علم کے بڑے بڑے عالم پیدا کئے جنہوں نے عرفان کے موضوع پر بڑی گراں قدر کتابیں لکھیں اور یوں دنیائے اسلامی میں ایک ممتاز معاشرتی گروہ بھی پیدا کیا جس کی خصوصیات نمایاں اور ممیز ہیں، جب کہ اس کے برعکس دوسرے علمی گروہ جیسے فقہا اور علماء وغیرہ سب علمی گروہ ہیں وہ دوسروں سے نمایاں اور ممتاز نہیں ہیں۔

اہل عرفان کو علمی اصطلاح میں عارف کہا جاتا ہے جب کہ معاشرتی اصطلاح میں وہ صوفیہ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عرفاء اور صوفیہ مسلمانوں کے بہت سے مذہبی فرقوں کی طرح کوئی الگ محدود مذہبی فرقہ نہیں ہے اور نہ خود صوفی حضرات اپنے کوئی الگ مذہبی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اہل تصوف تمام اسلامی فرقوں میں پائے جاتے ہیں البتہ معاشرتی لحاظ سے اہل تصوف کا ایک اپنا گروہ اور الگ جماعت ضرور ہے جس کے مخصوص خیالات، افکار اور طور طریقے ہیں۔ یہ لوگ خاص قسم کا لباس (صوف یا گدڑی) پہنتے ہیں خاص طرح کے بال قطع کرتے ہیں اور عموماً خانقاہوں میں قیام پذیر رہتے ہیں۔ علمی لحاظ سے عرفان کے دو پہلو ہیں۔ ایک عملی پہلو اور دوسرا نظری پہلو۔

۱۔ عملی پہلو

عرفان کا یہ پہلو اس تعلق کا بیان ہے جو آدمی کا خود اپنی ذات سے، اس دنیا سے اور خالق حقیقی سے ہے اور ان تعلقات کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فرائض کی بھی نشاندہی کرتا ہے جن سے آدمی کو عہدہ برآ ہونا ہے۔

عرفان کے اس حصے کو "سیر و سلوک" کہتے ہیں۔ اس حصے میں اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ "سالک" کو معراج انسانیت یعنی "توحید" تک پہنچنے کے لئے کہاں سے آغاز کرنا چاہئے اور کن "منازل" اور "مقامات" کو کس ترتیب سے طے کرنا چاہئے۔ ان منازل میں سالک کو کیا کیا "احوال" پیش آتے ہیں اور اس پر کونسی "واردات" گزرتی ہیں۔ ان تمام منازل کو کسی مرشد کامل کی نگرانی میں طے کرنا ضروری ہے جو خود ان منزلوں کو طے کر چکا ہو اور اس راستے کی اونچ نیچ سے آگاہ ہو اگر ایسا مرد کامل (جس کو طائر قدس یا خضر کے ناموں سے یاد کا جاتا ہے) رہنمائی نہ کرے تو سالک کی گمراہی کا اندیشہ ہوتا ہے۔

توحید جو عارف کے نزدیک معراج آدمیت اور سیر و سلوک کی آخری منزل ہے وہ توحید کے اس تصور سے کوسوں دور ہے جو عوام کے اذہان میں ہوتا ہے حتیٰ کہ فلاسفہ جو تصور وحدت رکھتے ہیں وہ بھی صوفیاء کے توحید سے بہت مختلف ہے۔ فلسفہ بس

یہ کہتا ہے کہ واجب الوجود ایک ہے، ایک سے زیادہ ہیں اور یہ اس کا تصور توحید ہے، جب کہ عارف کے نزدیک توحید کا مطلب یہ ہے کہ موجود حقیقی فقط اللہ ہے اور اس سے ماسوا جو کچھ ہے وہ "موجود" نہیں صرف "ظاہری نمود" ہے۔ عارف کے نزدیک خدا کے سوا کچھ ہے ہی نہیں۔

ہر جز جلوہ یکتائی محبوب نہیں
ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بین
(غالب)

عارف کا مطمع نظر یہ ہے کہ سلوک کی منزلیں طے کر کے اس آخری منزل تک پہنچا جائے جہاں خدا کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ لیکن تصوف و عرفان کے مخالفین اس منزل کے قائل نہیں بلکہ بعض اوقات اسے کفر والحاد سے بھی تعبیر کرتے ہیں جبکہ عارفوں کے نزدیک حقیقی توحید بس یہی ہے اور توحید کے باقی درجے شرک کا پہلو بھی رکھتے ہیں۔ عارفوں کے نزدیک اس منزل کمال تک پہنچنا عقل اور فکر کے بل بوتے پر ممکن نہیں بلکہ یہ دل کا کام ہے اور یہ منزل سیر و سلوک، ریاضت و مجاہدہ اور نفس کی تہذیب (یعنی نفس امارہ سے جہاد کرنے) سے حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ نظری پہلو

عرفان کا نظری پہلو کائنات کی تشریح سے متعلق ہے جس میں خدا، انسان اور کائنات سے بحث کی جاتی ہے۔

عرفان کا یہ حصہ فلسفۂ الہیات سے مشابہت رکھتا ہے۔ فرق یہ ہے کہ فلسفہ عقلی اصولوں کی بنیاد پر دلائل فراہم کرتا ہے جبکہ عرفان کشف سے استدلال کرتا ہے۔

فلسفی عقل، منطق اور استدلال سے کام لیتا ہے لیکن عارف کو اپنی منزل تک رسائی کے لئے صفائی قلب تہذیب نفس مجاہدہ اور باطنی جد وجہد کی ضرورت پڑتی ہے۔

عرفان اور اسلام

عرفان کے عملی اور نظری دونوں پہلوؤں کا دین مقدس اسلام کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ ہر دین و مذہب کی طرح بلکہ تمام دوسرے ادیان و مذاہب سے بڑھ کر اسلام انسان کے خدا سے، کائنات سے اور اپنے آپ سے تعلق کی تشریح و توضیح کرتا ہے۔ مسلمان عرفا اسلام سے ہٹ کر ہرگز کوئی بات نہیں کہتے بلکہ اگر کوئی اور شخص ایسی بات کہے تو وہ اس کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔ اس کے برعکس صوفیا کا دعویٰ ہے کہ وہ اسلامی حقائق سے بہ نسبت دوسرے مسلمانوں کے بہتر واقف ہیں بلکہ در حقیقت سچے مسلمان وہی ہیں۔ عارفین، عرفان کے دونوں پہلوؤں (یعنی عملی اور نظری) کے لئے کتاب اللہ، سنت نبوی، اور سیرت ائمہ اور اکابر صحابہؓ سے استناد کرتے ہیں۔

لیکن عرفان کے مخالفین ان کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ یہ نظریات مندرجہ ذیل ہیں۔

الف

محدثین اور فقہا کا ایک گروہ کہتا ہے کہ صوفیہ عملاً اسلام کے پابند نہیں وہ کتاب و سنت سے استناد محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے کرتے ہیں۔

ب۔

عصر حاضر کے ایک تجدد پسند گروہ کا یہ خیال ہے کہ عرفانی گروہ اسلام سے زیادہ واسطہ نہیں رکھتا۔ یہ لوگ بے راہ روی سے خوش ہوتے ہیں۔ اس گروہ کے نزدیک عرفان اور تصوف ایک تحریک تھی جو عجمیوں نے عربوں اور اسلام کے خلاف چلائی تھی اور حقیقت کو چھپانے کے لئے روحانیت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

ج۔

تیسرے نسبتاً معتدل گروہ کا خیال ہے کہ عرفان و تصوف خصوصاً عملی تصوف میں جب وہ ایک فرقہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے بہت سے

جاری ہے

بالله همه دان است که شاه همدان است!

از کوشش عامل بشود مشکل کشمیر ایں مجمع اسلام شده عامل کشمیر
این جمله خلایق به دعا دست به درگاه دانم که علی جلوه گر کامل کشمیر

شاه همدان مرجع عشاق جهان است.
همدان است که شاه همدان است

این شاه علی جمله کشمیر ازوی است زیراکه علی روشنی حضرت هوی است
این ناله بدو گویم و گریان بدویم آزادگی مردم کشمیر بذوی است

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

هر چند علی رفته بدان عالم عقبیٰ تعلیم ازو مانده در ایں مرکز دنیا
درس ادب و دانش و عرفان و محبت اخلاق و صنائع همگی آمده اینجا

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

در ملک محبت همه در گردش و گشتیم کشمیری و تاجیکی و آزاده سرشتیم
در کشور پاکان به نوانا له نوشتیم مستانه شه کابل و هم خواجه چشتیم

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

گویندهٔ عرفان خدا هست علی جان پوینده به کشمیر وفا هست علی جان
در خطه کشمیر و به ختلان و به نوکوت
درگاه شریف عرفا هست علی جان

شاه همدان مرجع عشاق جهان است
بالله همه دان است که شاه همدان است

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا

جاری ہے

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابوالعرفان محمد بشیر

اس عنوان کے تحت قارئین وغیرہ کی طرف سے بھیجے گئے سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس شمارے میں الحاج غلام نبی شاہین کے ایک سوال کا جواب نجف علی صاحب کے دو سوالات کے جوابات اور سید محمد شریف صاحب کے بھی دو سوالات کے جوابات شائع کئے گئے ہیں۔ سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر۱۔ حج بدل اور اس کے متعلقات پر روشنی ڈالئے۔

سائل غلام نبی شاہین
مقیم ریاض سعودی عرب

سوال نمبر۲۔ کیا کوئی صاحب نصاب شخص خود اپنی زکواۃ کو اپنے زیر پرورش یتیموں کے اخراجات میں صرف کر سکتا ہے؟

سوال نمبر۳۔ کیا کالے دھن پر زکواۃ واجب ہو جاتی ہے؟

سائل نجب علی
مدرس سترونی خپلو

سوال نمبر۴۔ کیا خواتین کے لئے جمعہ اور پنجگانہ نماز جماعت کا اہتمام کرنا روا ہے؟

سوال نمبر۵۔ طواف النساء کی حقیقت بیان کیجئے۔

سائل آغا سید محمد شریف
میرواعظ خانقاہ معلی غورسے

جواب نمبر۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر کوئی صاحب استطاعت شخص یکسر معذور ہو۔ وہ مناسک حج کی بجاآوری کرنے سے عاجز ہو، یا کوئی صاحب استطاعت شخص کسی ایسے مرض کے لاحق ہونے سے ایسا مریض بن گیا ہو کہ تادم حیات اس کی صحت یابی کا امکان معدوم ہو تو ایسے ہر شخص کی طرف سے اخراجات حج لے کر اس کے نائب کی حیثیت سے حج کی بجاآوری کو حج بدل کا نام عوام کی اصطلاح میں مشہور کیا گیا ہے۔ معذور یا بیمار صاحب استطاعت کا نائب بن کر مناسک حج کی بجاآوری سے جب وہ سبکدوش ہو جائے تو ازروئے ثواب صاحب استطاعت معذور اور مریض بھی واجب حج کی بجاآوری سے سبک دوش ہو جاتے ہیں۔ نائب بننے والے کے لئے ضروری ہے کہ خود اس کے ذمہ پر صاحب استطاعت ہونے کی وجہ سے حج کا وجوب عائد نہ ہوا ہو یا وہ اپنا واجب پہلے ہی بجالا چکا ہو۔ اگر کسی کے ذمہ پر عائد وجوب حج سے وہ سبک دوش نہ ہوا ہو تو ایسا شخص ایک کمان سے دو تیر چلانے کا فریضہ انجام نہیں دے سکے گا۔

اگر صاحب استطاعت معذور شخص وجوب حج سے سبک دوش ہونے سے قبل انتقال کر جائے تو اس کے وارثوں میں سے کوئی وارث اپنے معذور مورث کی طرف سے ایک بار حج کو جائے گا۔ خواہ معذور مورث اس سلسلے میں وصیت کر گیا ہو یا نہ کر گیا ہو۔

اگر وارث خود بھی صاحب استطاعت بن جائے تو وہ دو بار سفر حج پر جائے گا۔ ایک بار اپنے معذور مورث کی طرف سے اور دوسری بار خود اپنی طرف سے۔ ایسا کرنا وارثوں کے لئے شرعاً وجوب کا پہلو رکھتا ہے۔

اگر کسی کو ہر سال حج کرنے کا موقع مل جاتا ہو اور وہ اپنے کسی عزیز وغیرہ کی طرف سے حج کرنا چاہے تو تمام مناسک حج کی بجاآوری وہ خود ہی کرے گا۔ اس کے لئے دل میں اپنے عزیز و اقارب وغیرہ کے ایصال ثواب کا قصد کرنا کافی ہے۔ وہ اپنے ہر رشتہ دار وغیرہ کے ایصال ثواب کا قصد کر کے حج کی بجاآوری کر سکے گا۔ اس صورت میں ثواب خود اس کو بھی ملے گا اور اس کے اس رشتہ دار وغیرہ کو بھی ملے گا جس کے ایصال ثواب کا اس نے قصد کیا ہو۔ رشتہ دار وغیرہ خواہ زندہ موجود ہوں یا نہ ہوں۔ اسی طرح سے وہ رشتہ دار وغیرہ حاجی ہوں یا غیر حاجی، ہر صورت میں ایصال ثواب کا قصد کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے یہ بھی روا ہے کہ وہ طواف کا ثواب کسی ایک رشتہ دار کے ایصال کے لئے قرار

دے اور سعی کا ثواب کسی دوسرے رشتہ دار کے لئے وقوف عرفہ کا ثواب کسی اور کے لئے نیز قربانی کا ثواب اور کسی کے لئے۔ الغرض وہ طواف کے بعض اشواط ایک عزیز کے ایصال ثواب کے لئے اور بعض اشواط دوسرے عزیز کے ایصال ثواب کے لئے کرنا چاہے تو بھی روا ہے۔ اسی طرح سے ہر ہر عمل حج کے بارے میں اس کا قصد قلبی شرعاً درست ہے۔ امید ہے کہ محترم شاہین صاحب اس جواب سے مطمئن ہوں گے۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحب نصاب شخص کے زیر پرورش یتیم بچے چونکہ اس کی حقیقی اولاد کا ہم پلہ نہیں ہیں لہذا وہ خود اپنی زکواۃ کو اپنے زیر کفالت یتیموں پر صرف کر سکتا ہے۔ یہ صرف نفس جواز کا پہلو ہے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ وہ فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیگر مصارف کا بھی خیال رکھے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

کالا دھن خواہ متحرک رکھا جائے خواہ منجمد ہر حال میں سال کے گزرنے پر زکواۃ واجب ہو جاتی ہے۔ کسی کا یہ حیلہ شرعاً معتبر نہیں کہ کالا دھن کاروبار چلانے کی صورت میں متحرک نہیں لہذا منجمد صورت میں زکواۃ نہیں آئے گی۔ یہ تاثر غلط ہے۔ کم از کم نصاب کے باقی رہنے تک کالے دھن پر سال کے گزرنے پر زکواۃ آتی رہے گی۔

سفید دھن سے زکواۃ کی کٹوتی بنکوں میں ہی کی جاتی ہے لہذا کھاتہ دار خود بھی زکواۃ کی ادائیگی سے سبک دوش ہو جاتا ہے۔

امید ہے کہ محترم نجف علی صاحب اس جواب میں کوئی اشکال نہیں پائیں گے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعہ اور پنجگانہ نماز جماعت کے وجوب کا تعلق براہ راست مردوں کے حق میں ہے۔ خواتین پر براہ راست یہ دونوں احکام نہ واجب ہیں اور نہ ہی مسنون۔ خواتین کے لئے اپنے گھروں کے حجرے سب سے بہتر جائے نماز ہیں۔ اگر خواتین جمعہ کی ادائیگی کے لئے حاضر ہوں اور وہ پردے کے پیچھے صف باندھ کر امام جمعہ کے اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی کرتی ہوں تو ظہر کے بدلے میں ان کے لئے بھی جمعہ کی نماز کافی ہو گی۔ یہی حال بیمار اور مسافر کا بھی ہے۔ ان دونوں پر بھی جمعہ براہ راست واجب نہیں۔ اگر وہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے حاضر ہو جاویں تو ظہر کے بدلے میں یہی کافی ہے۔ نہ خواتین کو ظہر کے اعادے کی ضرورت ہے اور نہ ہی مریض و مسافر کو اس کی ضرورت ہے۔ بعض حضرات کا یہ گمان ٹھیک نہیں ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھنے والی خواتین نماز ظہر کا اعادہ کریں۔ کیونکہ جمعہ کو بطور واجب ہی ادا کیا جاتا ہے۔

نماز جمعہ کی ادائیگی مسنون طور پر از روئے شریعت محمدیہ درست نہیں ہے باقی نماز پنجگانہ کی جماعت مردوں کے حق میں بھی فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے۔ مریض اور مسافر کے حق میں اس کی تاکید ختم ہو جاتی ہے۔ بعض مقامات پر خواتین کے لئے بلاناغہ ہر جمعہ کے موقع پر نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ پردے کا اہتمام کیا جانا دیکھنے میں آتا ہے۔ اس اہتمام کی وجہ سے اکثر کو یہ شبہ لاحق ہو سکتا ہے کہ خواتین کے حق میں بھی جمعہ مردوں کی طرح واجب ہے۔ لہذا ایسا اہتمام نہیں کرنا چاہئے۔ اتفاقی طور پر کوئی خاتون جمعہ کے موقع پر حاضر ہو جائے اور وہ نماز جمعہ کی ادائیگی باجماعت کرے تو اس کے لئے نماز ظہر کے اعادے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ بات صرف اتنی سی ہے۔ یہی حال پنجگانہ نماز جماعت کا ان کے حق میں ہے۔

جواب نمبر ۵۔ طواف النسآء مناسک حج میں سے ایک واجب حکم ہے۔ از روئے شریعت محمدیہ اس کا وجوب واضح ہے چنانچہ مجموعہ شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط میں اس کے لئے ایک پر تاکید جملہ استعمال کیا گیا ہے۔ وھذا الطواف ھو الواجب فی اصہ ۰ یعنی یہی طواف ہی حج کا واجب طواف ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج کے واجب احکام میں طواف النسآء کا وجوب بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ گویا یہ طواف ایک واجب حکم ہے جس کی بجاآوری حج کرنے والے ہر فرد کے لئے ضروری ہے۔ لہذا حج کو گئے ہوئے جوڑے یعنی (۱) میاں بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۲) بیوی بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۳) رنڈوا بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۴) کنوارہ بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۵) بیوہ بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۶) بجرہ بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۷) کنواری بھی طواف النسآء بجا لائے۔ (۸) نامرد بھی طواف النسآء بجا لائے۔ حج کو گئے ہوئے جوڑوں کے لئے یہ طواف سب سے

زیادہ توجہ طلب حکم ہے، کیونکہ طواف زیارت کے بعد اس طواب مذکورہ کی بجاآوری سے قبل جنس رابطہ کا اندیشہ رہتا ہے۔ لہٰذا حج کو گئے ہوئے میاں بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ طواف زیارت کے بعد طواف النساء کی بجاآوری سے پہلے ازدواجی رابطہ قائم کرنے سے اجتناب کرے۔ اگر جوڑے ساتھ نہ ہوں تو جنسی رابطہ کے اندیشے کا تو یکسر فقدان ہے۔ البتہ دونوں صورتوں میں جانے بوجھے طور پر یا بھولے سے طواف النساء کے متروک ہونے کا اندیشہ تو رہتا ہے۔

نتیجہ برآمد

طواف النساء کی بجاآوری پر احرام حج باندھنے کی وجہ سے ممنوع شدہ چیزیں یکے بعد دیگرے جائز ہو جاتی ہیں۔ اگر طواف النساء کی بجاآوری سے قبل ازدواجی رابطہ قائم ہو جائے یا یہ طواف سرے سے متروک ہو جائے تو اس صورت میں حج کی صحت متاثر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ کوئی صاحب استطاعت شخص واجب حج کی بجاآوری کے لئے گیا ہو اس سے حج کا وجوب ساقط نہیں ہوگا۔ اس کے لئے آئندہ ایک بار پھر حج کو جانا واجب ہو جائے گا۔ اگر مسنون حج ہو تو اس صورت میں آئندہ حج کو جانا مسنون ٹھہرے گا۔ میاں کے لئے بیوی کا حلال ہونا متاثر نہیں ہوگا۔

ازدواجی زندگی اجیرن کیوں؟

طواف النساء کے متروک ہونے کی صورت میں یہ خیال خام عام ہے کہ ایسے حاجی صاحب کی بیوی اس کے لئے حرام ہو گئی۔ اس پر بس نہیں بلکہ اس کے لئے ازدواجی زندگی میں قدم رکھنا ممنوع قرار دیا گیا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کے حج کا کیا بنے گا۔ پس اصل حقیقت یوں ہے کہ اگر کسی نے طواف النساء کی بجاآوری سے قبل اپنی اہلیہ سے جنسی رابطہ کیا ہو یا طواف النساء کی بجاآوری ہی رہ گئی ہو تو دونوں صورتوں میں حج کنندہ احکام حج کی ادائیگی سے مکمل طور پر سبک دوش نہیں ہوگا۔ جیسا کہ پہلے بیان گزرا۔ بیوی کی حلت متاثر نہیں ہوگی بلکہ ایک ممنوع حکم کے ارتکاب کا گناہ اس کو ملے گا۔ دنیا میں اس پر ایک مشقت یہ ہوگی کہ وہ مناسک حج کی ادائیگی سے سبک دوش نہیں ہو سکے گا اور اس کو آئندہ ایک بار پھر سفر حج کے اخراجات برداشت کرنے ہوں گے۔

بڑی عجیب بات ہے کہ یار لوگوں نے تو اس سلسلے میں بیویوں کے نکاح تڑوا دیئے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس حقیقت عیاں ہو گئی۔ امید ہے کہ محترم آغا سید محمد شریف صاحب اس جواب سے مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

اظہار تشکر

جن احباب کرام نے میری والدہ کی رحلت پر قولاً، فعلاً یا تحریراً یا کسی بھی صورت میں مجھ سے تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ میں ان سب احباب کرام کا بوساطت رسالہ ہذا از تہہ دل شکر گزار اور ممنوں ہوں۔

محمد بشیر مدیر و ناشر

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

قبلہ علامہ صاحب

السلام علیکم۔ ماہ نامہ نوائے صوفیہ پڑھ کر بے انتہا مسرت حاصل ہوئی۔ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ تصوف کا کوئی رسالہ سلسلہ نوربخشیہ کی جانب سے بھی شائع ہوگا۔ ہمیں اس رسالے کے اجراء پر سکون قلب نصیب ہوا ہے۔ رسالہ کا اکاؤنٹ نمبر ارسال کریں انشاء اللہ ہمارا تعاون آپ کے ساتھ ہو گا۔ والسلام

آخون موسیٰ سرموی

متحدہ عرب امارات

بقیہ خطوط

مجدیہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ براہ کرم بنیادی اسلامی مسائل کو اس میں زیادہ سے زیادہ جگہ دیں۔ ایک شمارہ پڑھ کر دوسرے کا شدت سے انتظار رہتا ہے۔ اس دور میں نوائے صوفیہ ملت نور بخشیہ کے لئے امید کی کرن ہے۔ مجھے بھی مستقل خریداروں میں شامل کیا جائے۔

محمد یوسف نور بخشی
محمود آباد کراچی

نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ قبلہ علامہ صاحب کا مضمون آپ کے مسائل اور ان کا حل بہت اچھا ہے۔ اللہ تعالی اس رسالے کو دن دگنی رات چگنی ترقی دے۔ (امین)

محمد حسین قادری
کراچی

نوائے صوفیہ ہماری سوئی ہوئی روحوں کو پھر سے جگا رہا ہے۔ اس رسالے کی اشاعت کے معاونین مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ سے دعا ہے اللہ پاک اس رسالے کی اشاعت میں کسی قسم کی بھی رکاوٹ آنے نہ دیں۔ (امین) والسلام وکارل سرمیک

نوائے صوفیہ اہل نور بخشیہ کے لئے طوفانی سمندر میں روشنی کے مینار کی مثل ہے۔ قبلہ علامہ صاحب کی خدمت میں ایک سوال بھی پیش خدمت ہے۔

زاہد احمد
اباوان خپلو

تسلسل کے ساتھ رسالہ شائع کرانے پر مبارک باد قبول فرماویں۔ ایک مضمون بھی پیش خدمت ہے۔ اسے شائع کراویں۔ میں نوائے صوفیہ کا خریدار بننا چاہتا ہوں۔ والسلام
غلام نبی نورانی تھگس اولدے گرونگ

جواب۔ محرم نورانی صاحب۔ مضمون ایک کاغذ پر خوشخط اور معیاری ارسال کیا کریں۔ ضرور شائع ہو جائے گا۔ اور مبلغ ایک سو بیس روپے ارسال کر دیں آپ کو ماہوار رسالہ بذریعہ ڈاک ارسال کیا جائے گا۔

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں ماہ جنوری کے شمارے میں ڈاکٹر سیدہ اشرف کا مضمون تزکیہ نفس بہت معیاری تھا۔ نوائے صوفیہ کی دن بدن ترقی کے لئے دعا گو ہوں۔

این ایم نورانی
یوچنگ گھچے

کافی شکل سے اس رسالے کا ایڈریس معلوم ہوا اور خط لکھ رہا ہوں۔ واقعی رسالہ تعاون کا مستحق ہے۔

حوالدار سید محمد حسین کاظمی
NLI 8 کھرمنگ

بقیہ تصوف روح اسلام

زندگی گزار رہا ہے اور اسی کے لئے عبادت کرتا ہے۔
۱۴۔ شیخ عطار فرماتے ہیں یعنی
"کفر کافر را و دین دیندار را
ذرہ دردو دل عطار را"
اے محض عشق خداوندی کی لگن ہے۔ اور اسے عقل کامل ہی مانگتا ہے۔ ہر کس و ناکس تو حور و قصور تک محدود رہتا ہے محبوب حقیقی کی طلب محض صوفی کا کام ہے۔
۱۵۔ حضرت غلام فرید فرماتے ہیں۔ یعنی اے محبوب حقیقی وہ بہشت میرے کس کام کی ہے۔ جس میں تو ہی نظر نہ آئے۔
۱۶۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔ یعنی میرا دل نہ دوزخ مانگتا ہے اور نہ ہی بہشت پر راضی ہے" بلکہ "اے باھو اللہ تعالیٰ کے وصال کے بغیر (خواہ خوف دوزخ ہو یا شوق بہشت یا حصول دنیا) یہ دنیا سب جھوٹی بازی ہے۔ یہ ہے عقائد تصوف یا روح اسلام کی بلندی جس کا مطمع نظر گھٹیا سودا بازی ہرگز نہیں بلکہ عرفان ذات حق طلب ذات حق اور محبت ذات حق میں جان کی بازی لگا دینا ہے۔

عشق بازی چیست سردر کوی جانان باختن
یا سراندر کوی جانان عشق نتوان باختن

بہر حال تصوف یا روح اسلام کو قبول کرنے والے عقل کامل کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کی پرواز بلند ہے وہ دنیا میں رہ کر دنیا کی کمینہ آلودگیوں سے۔ پاک رہتے ہیں

بنا کردند رسم خوش بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ایچ۔معروفی

نوجوان عالم دین علی محمد ہادی شگری کا اعزاز

گلاب پور شگر بلتستان کے ممتاز عالم دین اور مدرس علی محمد ہادی شگری نے آزاد کشمیر یونیورسٹی سے بی۔ایڈ کے امتحان میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے یاد رہے انہوں نے ایم۔اے کا امتحان بھی امتیازی نمبروں سے پاس کیا تھا۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آزاد کشمیر یونیورسٹی سے کسی بلتی طالب علم نے پہلی بار پوزیشن حاصل کر کے علاقے کا نام روشن کیا ہے۔

موصوف نور بخشی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت کے مالک ہیں انہوں نے شاہ سید محمد نور بخش کی شہرہ آفاق کتاب نجم الہدی کا اردو ترجمہ کر کے اہل نور بخشیہ کے ہاں مقبولیت حاصل کی ہے۔

خوش خبری

شاہ ہمدان پبلیکیشنز اسلام آباد کے زیر اہتمام حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی مشہور تصنیف "رسالہ ذہ قاعدہ" کا اردو ترجمہ جلد شائع ہو رہا ہے۔یہ رسالہ جو اہل تصوف کا بنیادی دستور العمل ہے۔قارئین نوائے صوفیہ کو رسالے کے اگلے شمارے کے ہمراہ ارسال کیا جائے گا۔

(ادارہ)



علی محمد جنجونپہ کا اعزاز

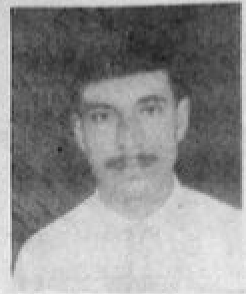
٢٣ مارچ ١٩٩٥ء کو صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے علی محمد جنجونپہ کو تمغہ شجاعت کے اعزاز سے نوازا ہے۔علی محمد جنجونپہ کا تعلق بلتستان کے ڈسٹرکٹ گانچھے موضع کھانے سے ہے ١٩٩٠ء میں سیاچن کے محاذ پر ایک اہم مورچہ جس پر انڈیا کی فوج نے قبضہ کیا تھا جس کی واپسی کے لئے پاک فوج کو بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا اور اس کے باوجود یہ اہم مورچہ دشمن کے قبضہ میں رہا آخرکار پاک فوج نے علی محمد جنجونپہ کی خدمات حاصل کر لیں انہوں نے کمال مہارت اور بہادری سے پاک فوج کو یہ مورچہ واپس دلا دیا اس کے علاوہ پھنسے ہوئے چھیالیس جوانوں کو بحفاظت نکالنے میں اہم کردار ادا کیا جس کے صلہ میں صدر پاکستان نے انہیں تمغہ شجاعت عطا کیا۔علی محمد جنجونپہ بنیادی طور پر ماؤنٹین گائیڈ اور کلائمبر ہے اور سکردو میں کلائمبنگ سکول کھول رکھا ہے جہاں لوگوں کو کلائمبنگ کا فن سکھایا جاتا ہے یاد رہے اس سے قبل بلتستان سرمیک کے صوفی غلام محمد صاحب کے صاحبزادے ڈاکٹر نیاز علی صاحب کو بھی سابق صدر پاکستان غلام اسحاق خان نے تمغہ شجاعت سے نوازا تھا۔

جی۔ایچ۔معروفی

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کے کابینہ کے ارکان



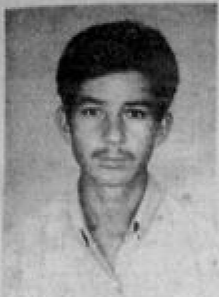
محمد باقر دارا صدر NYF



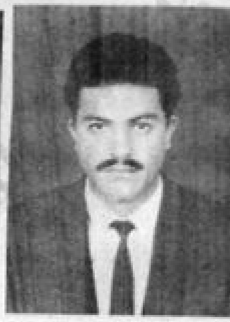
فدا حسین ہنال سینئر نائب صدر



محمد یعقوب براوی
سیکرٹری نشرو اشاعت



احمد علی شاہین رابطہ سیکرٹری



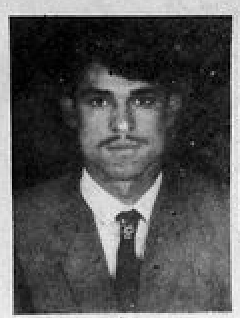
عبدالرحیم سیکوا جنرل سیکرٹری



محمد کاظم بلغاری نائب صدر



عمران علی دانیال
اسسٹنٹ لائبریرین



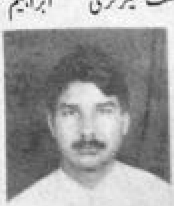
ضامن علی ضیاء
ڈپٹی رابطہ سیکرٹری



مراد علی جوائنٹ سیکرٹری



ابراہیم نفیس فنانس سیکرٹری



عبدالرحمن لائبریرین

انجمن فلاح و بہبود گلشن کبیر کے سالانہ انتخابات

انجمن فلاح و بہبود گلشن کبیر کراچی کے سالانہ انتخابات حاجی حسن صاحب کی زیر نگرانی منعقد ہوئے۔ جس میں لوگوں کی کثیر تعداد میں جوش و خروش سے حصہ لیا اور متفقہ طور پر درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا گیا۔

۱۔ سید حمایت حسین عاجزی صدر
۲۔ سید محمد کاظمی نائب صدر
۳۔ سید ہدایت حسین راہی
۴۔ سید الطاف حسین حالی، خزانچی
۵۔ فدا علی سینئر نائب صدر
۶۔ غلام محمد انجم نگران اعلیٰ

اس سال شمالی علاقہ جات میں صوفیہ نوربخشیہ کے غریب مستحق دینی طلباء کو زکواۃ سے محروم کر دیا گیا!

معلوم ہوا ہے اس سال ضلع گانگچھے بلتستان کے اہل تصوف کے دینی اداروں میں (سوائے بلغار کے ایک مدرسہ کے) مقیم غریب اور نادار طلباء کو زکواۃ سے محروم کیا ہے۔ جبکہ مرکزی زکواۃ اور انتظامیہ نے ان مستحقین کے لئے بھی مناسب رقم شمالی علاقہ جات کی زکواۃ انتظامیہ کو مہیا کی تھی۔ جسے انہوں نے ان مستحقین میں تقسیم کرنے کے بجائے اپنے پاس جمع رکھنا مناسب سمجھا اور اعتراض یہ کیا کہ مستحقین کی تعداد زیادہ ہے۔ معلوم ہوا ہے بعض اہلکاروں کی ملی بھگت سے متعلقہ ضلعی انتظامیہ کو ان مدرسوں کا سروے کرنے کا عندیہ دیا گیا جس پر ضلعی انتظامیہ نے NIL کی رپورٹ بھیج دی یوں اس ضلع میں نوربخشی مدرسوں کے وجود سے ہی انکار کیا گیا تاکہ آئندہ کے لئے بھی کچھ نہ مل سکے۔ اس رپوٹ کی روشنی میں مستحقین کی تعداد زیادہ یا کم ہونے کا سوال بھی ختم ہوا۔ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ گزشتہ سالوں میں ان مدارس کے لئے زکواۃ فنڈ سے رقم دی جاتی رہی ہے یہ مدارس گورنمنٹ کے رجسٹرڈ شدہ ہیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس علاقے میں مدرسے سرے سے ہی نہیں ہیں تو گزشتہ سالوں میں دی گئی رقوم کہاں اور کیسے خرچ کی گئیں۔ حقیقت یہ ہے ضلع گانگچھے میں رجسٹر شدہ دینی مدرسے ہیں جن کو ہر سال زکواۃ فنڈ سے مناسب رقم دی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج کل دینی مدرسوں میں صرف غریب اور نادار طلباء ہی زیر تعلیم ہوتے ہیں صاحب ثروت اپنے بچوں کو سکولوں میں تعلیم دلواتے ہیں تاکہ مستقبل میں معاشی بدحالی کا شکار نہ ہوں۔ افسوس یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کرنے والے غریب طلباء کھانے، پینے اور پہننے جیسے بنیادی حقوق سے بھی محروم ہیں ریاست کی طرف سے تھوڑا بہت صدقہ، خیرات اور زکواۃ دی جاتی ہے وہ بھی متعصب افسروں کی نذر ہو جاتی ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل صوفیہ نوربخشیہ منکرین زکواۃ نہیں بلکہ حکومت کو باقاعدگی سے زکواۃ ادا کرتے ہیں۔ بنک کے کھاتہ داروں سے مقررہ نصاب پوری ہونے پر زکواۃ کی کٹوتی ہوتی ہے۔ لیکن اس کے مستحقین کو زکواۃ سے محروم رکھنا قرین انصاف نہیں۔ امید ہے کہ شمالی علاقہ جات کی زکواۃ انتظامیہ غریب پروری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ماضی کی طرح اس سال بھی صوفیہ نوربخشیہ کے دینی مدرسوں کو بھی زکواۃ فنڈ سے بلا تاخیر امداد دے گی۔ یاد رہے وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے مستحقین کو بروقت زکواۃ ادا نہ کرنے پر برہمی کا اظہار کیا تھا۔ اس ضمن میں شمالی علاقہ جات خصوصاً ضلع گانگچھے کے مختلف عوامی نمائندوں پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ گانگچھے میں اہل صوفیہ نوربخشیہ کو زکواۃ کی امداد کی بحالی کے لئے کوشش کریں۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن منگھو پیر یونٹ کراچی کے انتخابات

۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو شاہ ہمدان ہال اقبال نگر منگھو پیر کراچی میں NYF کے سالانہ انتخابات ہوئے جس میں درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

۱۔ صدر محمد علی
۲۔ نائب صدر ممتاز الرحمان
۳۔ جنرل سیکرٹری ممتاز علی دسی
۴۔ جوائنٹ سیکرٹری الیاس حسین
۵۔ فنانس سیکرٹری ریاض حسین
۶۔ پریس سیکرٹری غلام محمد بسمل
۷۔ سوشل سیکرٹری یونس کوروی
۸۔ رابطہ سیکرٹری غلام رسول دسی
۹۔ آفس سیکرٹری عبدالرحمان سالک
۱۰۔ ڈپٹی فنانس سیکرٹری علامت حسین

غلام محمد بسمل
پریس سیکرٹری NYF

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن ہوشے یونٹ کے زیر اہتمام مقابلہ حسن قرات

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی NYF ہوشے یونٹ نے مقابلہ حسن قرات کا اہتمام کیا جس میں کل اٹھائیس قارئین نے شرکت کی۔ اس مقابلہ میں بالترتیب محمد انور، غلام حیدر اور محمد خلیل اول دوم اور سوئم آئے۔ اس موقع پر اول، دوم اور سوئم آنے والوں کو صدر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن ہوشے یونٹ نے انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر صدر یونٹ غلام حسین تبسم نے قارئین کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ کلام اللہ کو خوش آواز اور ترتیل سے پڑھنا کار ثواب اور روح کی تسکین کا باعث ہے انہوں نے کہا قرآن مجید پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کرنا بھی مسلمانوں کے لئے فرض ہے۔

غلام حسین تبسم
صدر NYF ہوشے یونٹ

مدرسہ سلطانیہ صوفیہ نور بخشیہ خپلو بانپی کی تعمیر نو

خپلو میں محلہ بانپی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ جہاں علاقے کا سب سے پہلا تعلیمی ادارہ قائم ہوا تھا جسے ڈوگرہ دور میں پرائمری سکول کا درجہ دے کر سری نگر سے استاد بھیجا گیا تھا۔ پھر قیام پاکستان کے دوران اسے مڈل کا درجہ ملا ۱۹۶۲ء میں ہائی سکول خپلو کی عمارت تیار ہونے کے بعد اسے خپلو پائین میں منتقل کیا گیا تھا۔ سکول کی عمارت مشہور نور بخشی جدید تعلیم یافتہ فرد کاچو اعجاز حسین المعروف کاچو خاپہ نے اپنی زمین پر تعمیر کی تھی اور اسے نور بخشی انجمن خپلو کے نام وقف کیا تھا۔ اس سکول نے وادی خپلو میں علم کی روشنی پھیلنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ موجودہ دور کے پڑھے لکھے لوگ اسی سکول کے فیض یافتہ ہیں۔ سکول کی عمارت بوسیدہ ہونے کی وجہ سے خالی تھی۔ جسے "مدرسہ سلطانیہ صوفیہ نور بخشیہ" کے نام سے از سر نو تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا چنانچہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے تحت مدرسے کو جدید اور شاندار انداز میں تعمیر کیا جا رہا ہے۔ سکول سے مستفید ہونے والے دانشوروں اور مخیر حضرات سے اپیل ہے کہ تعمیراتی کاموں کی تکمیل کے لئے بھرپور امداد دیں نیز زکواۃ، فطرہ اور صدقہ و خیرات اس کار خیر کے لئے صرف کریں۔
منجانب

صوفی عبدالرحمن وارا کین تعمیراتی کمیٹی
مدرسہ سلطانیہ صوفیہ نور بخشیہ بانپی خپلو

تنظیم ریاض الاولیا کورو کراچی کے سالانہ انتخابات

مورخہ ۳ مارچ ۱۹۹۵ء کو تنظیم ریاض الاولیا کراچی کے سالانہ انتخابات ہوئے اس موقع پر سالانہ آمدن و اخراجات اور آئندہ سال کے لئے ترجیحات سے سامعین کو آگاہ کیا گیا۔ اس موقع پر نو منتخب صدر فدا حسین نعیم اور جنرل سیکرٹری محمد حسین زاہد نے بھی خطاب کیا مقررین نے آپس میں اتفاق و اتحاد اور تصوف اسلامی کے بنیادی عملیات پر عمل پیرا ہونے پر زور دیا۔ مقررین نے کہا کسی بھی تحریک یا تنظیم کی کامیابی میں نوجوان اور تعلیم یافتہ طبقہ اہم کردار ادا کرتا ہیں آج انہی نوجوانوں کی بدولت یہ تنظیم کامیابی سے ہمکنار ہے۔ آخر میں درج ذیل عہدیدار برائے سال ۱۹۹۵ء منتخب ہوئے۔

۱۔ صدر فدا حسین نعیم
۲۔ سینئر نائب صدر علی محمد عاشق علی
۳۔ نائب صدر غلام محمد فکری
۴۔ جنرل سیکرٹری محمد حسین زاہد
۵۔ ڈپٹی جنرل سیکرٹری غلام علی شریف
۶۔ فنانس سیکرٹری موسیٰ علی
۷۔ ڈپٹی فنانس سیکرٹری محمد علی
۸۔ نشر و اشاعت محمد علی روذی
۹۔ آفس سیکرٹری ابوذر علی غفاری
۱۰۔ رابطہ سیکرٹری شکور علی تبسم

وادی گلاب پور شگر کی مذہبی حالت

ایک وہ زمانہ تھا کہ اہل گلاب پور روحانی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ جملہ اہل گلاب پور کا تعلق نور بخشی مسلک سے تھا یہاں کی خانقاہ معلیٰ کا سن تعمیر ۱۱۱۷ھ ہے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت میر یحییٰ معصوم رہنما رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تعمیر کیا بعد ازاں اپنے پوتے حضرت قمر الدین کو اہل گلاب پور (غنذو) کی رشد وہدایت کے لئے بھیجا۔

میرے نزدیک یہ درست نہیں ہے کیونکہ حضرت میر یحییٰ علیہ الرحمہ کے مزار پر ان کی تاریخ وفات ۱۰۴۲ھ درج ہے یعنی میر یحییٰ خانقاہ کی تعمیر کے وقت انتقال کر گئے تھے۔ یہ خانقاہ چار مرکزی ستونوں اور چار اضافی ستونوں پر قائم ہے۔ اس میں سترہ چلے خانے ہیں۔ چھت فن تعمیر کا عظیم شہکار ہے۔ اس پر اشعار روحانی، دعائیں اور دیگر صوفیانہ کلام درج ہیں۔ اس خانقاہ کو حضرت میر قمر الدین ہی نے تعمیر کیا۔ رفتہ رفتہ یہاں کے لوگ دنیا کی طرف راغب ہوگئے اور علماء کمزور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ مختلف گروہوں میں بٹ گئے۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اہل تصوف کو طرح طرح کی اذیتیں دی جانے لگیں۔ کسی کو کیس میں مبتلا کر کے دین حق سے پھرایا گیا۔ کسی کو نوکری کا لالچ دیا گیا۔ کسی کو جائیداد سے نوازا گیا۔ کسی کو علماء کے فقدان کا طعنہ دے کر شکار کیا گیا۔ غرضیکہ اہل گلاب پور پر ایک وقت ایسا آیا کہ لوگ تبدیلی مذہب کو فیشن سمجھ کر بڑے فخر کے ساتھ اپنے پیشرو بزرگوں کے دین سے منحرف ہو رہے تھے۔

میرے والد محترم الحاج سید حسن مدظلہ عالی اور مولانا محمد اسماعیل مدظلہ عالی پر قسم قسم کے الزامات لگا کر لوگوں کو بے وقوف بنایا گیا۔ اسی اثنا میں خدا علیم و خبیر نے بلبل تصوف مولانا محمد علی کورودی مرحوم کو اس ڈوبتی کشتی کو سہارا دینے کے لئے وارد گلاب پور کیا آپ نے اپنی شیریں بیانی سے لوگوں کو ساحر کیا۔ تعلیمات غوث المتاخرین علیہ الرحمہ کا پرچار کرتے ہوئے شبہات کا ازالہ کیا۔ ایک مرتبہ آپ نے پھر اس غم زدہ گروہ کی رہنمائی کرتے ہوئے انہیں پلیٹ فارم پر جمع کیا۔

مولانا مرحوم کی تشریف آوری سے لوگوں کے حوصلے بلند ہوگئے۔ خانقاہ و مساجد میں آپ کی کوششوں سے جماعت قائم ہو گئی۔ نور بخشی ہونے پر مظلوم لوگ سر اٹھا کر چلنے لگے۔ اسی دوران گلاب پور کے دو ہونہار طالب علم سید نواز حسین اور علی محمد حادی مذہبی درد کو لے کر حصول علم کے لئے کراچی چلے گئے ۱۹۷۸ء تا ۱۹۸۶ء یہ دونوں کسب علم میں مشغول رہے جب ۱۹۸۶ء میں دونوں واپس گلاب پور آئے۔ تو دونوں کے ہاتھوں میں فاضل عربی، فاضل تنظیم المدارس، فاضل درس نظامی اور بی اے کی ڈگریاں تھیں یہاں پہنچنے کے بعد بھی انہوں نے سلسلہ تعلیم کو جاری رکھا۔

اس علاقہ میں پہلا ایم اے بی ایڈ ہونے کا اعزاز میرے محترم بھائی سید نواز حسین کو حاصل ہے اور دوسرا ایم اے بی ایڈ ہونے کا شرف میرے محترم مفتی علی محمد حادی کو حاصل ہے۔ نیز مفتی صاحب موصوف کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے اس سال بی ایڈ میں امتیازی نمبر حاصل کر کے آزاد کشمیر یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

آج کل انہی ہستیوں کی مہربانی سے گلاب پور کے اہل تصوف سر اٹھا کر چلتے ہیں۔ اور علامہ محمد اسماعیل مدظلہ عالی بھی احیائے تصوف کے لئے کوشاں ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے ہمارے علماء میں مکمل اتفاق اور اتحاد ہے۔ انہی ہستیوں کے اتحاد کا نتیجہ ہے کہ علامہ محمد اسماعیل صاحب مناظر کی حیثیت سے ابھرے ہیں۔ کسی کی کیا مجال ہے کہ اس شیر کو ٹیڑھی نظروں سے بھی دیکھے۔

سید ممتاز حسین شگری
گلاب پور شگر

مدرسہ تقویت الاسلام کرایننگ کی شاندار کامیابی کے چار سال

عباس چوپا کرایننگ
سابقہ سیکرٹری جنرل نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن خپلو

مدرسہ تقویت الاسلام کرایننگ جو کہ گزشتہ چار سالوں سے بڑی کامیابی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہے یہ مدرسہ اہل کرامنگ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جہاں آج دو سو سے زائد طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ یہ مدرسہ اہلیان کرایننگ خالصتاً اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں اس کا اصل مقصد آئندہ نسلوں کو اسلامی تعلیم سے سرشار کرانا اور شاہ سید محمد نور بخش کے مشن کو برقرار رکھنا ہے۔ اس مدرسے میں نہ صرف کرایننگ کے طلبہ و طالبات پڑھتے ہیں بلکہ اس سے ملحق گونایار میکسرپی طالیسوا وغیرہ سے بھی کثیر تعداد میں طلبہ و طالبات بڑے شوق سے پڑھنے کے لئے آتے ہیں۔

چار سال کا عرصہ مکمل ہونے پر طلبہ و طالبات کے مابین فقہی مسائل پر ایک شاندار مباحثہ ہوا جس میں طالبات نے پانچ پوائنٹ سے برتری حاصل کی خوشی اس بات کی ہوئی کہ اگر ہمارے خواتین کو بھی اعلیٰ تعلیم دی جائے تو وہ کسی بھی صورت میں مردوں سے کم نہیں ہیں انہیں بھی اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیت دی ہے اس کو بروئے کار لانے کیلئے تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔

بقیہ خطوط

آپ حضرات کے پرخلوص محنت اور لگن سے رسالہ نوائے صوفیہ اہل صوفیہ نور بخشیہ کا حقیقی ترجمان بن گیا ہے۔ جو حضرات فقہ احوط اور دعوات صوفیہ خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ اس رسالے کو پڑھ کر دونوں سے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ اکثر مضامین حضرت شاہ ہمدانؒ پر شائع ہو رہے ہیں براہ کرم حضرت شاہ سید محمد نور بخش پر بھی مضامین شائع کروانے کا اہتمام کریں اور علماء کرام سے اپیل کریں کہ وہ شاہ سید پر معیاری مضامین ارسال کریں ایک عدد سوال بھی ارسال خدمت ہے۔

گلزار حسین سرسیکی کراچی

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ رسالہ قبلہ علامہ صاحب کی زیر قیادت ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ معیاری مضامین نوجوان نسل کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اپنے اسلاف کے علوم سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے۔

محمد الیاس
طالبعلم گورنمنٹ ڈگری کالج گلشن اقبال کراچی

محترم غلام حسین معروفی صاحب

اسلام علیکم۔ میں نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ اس رسالے کو ماہنامہ بنا کر نور بخشی عوام کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا۔ رسالے میں تصوف کے موضوعات پر زیادہ سے زیادہ مضامین شائع کریں۔ رسالہ ہذا میں تصوف کی ترجمانی کی بدولت آج کے اس مادی دور میں بھی لوگ اعتکاف اور چلہ جیسے عظیم عبادات وریاضت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

غلام علی اکاؤنٹنٹ
اے سی آفس تھگس

محترم معروفی صاحب

دس عدد رسالے موصول ہوئے لیکن ذرا دیر سے۔ رسالہ لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ رقم بھیجنے میں کچھ تاخیر ہوئی۔ اس معیاری رسالے کی اشاعت کے سلسلے میں ہم سب ہر قسم کے تعاون کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔

غلام عباس سیکرٹری
نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن سینو

جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم۔ نوائے صوفیہ کا پرانا قاری ہوں۔ یہ رسالہ مذہب حقہ کا بہترین ترجمان ہے۔ اس رسالے میں مجموعہ شریعت

باقی صفحہ ۔لم

قارئین کے خطوط

ڈاکٹر ایم۔ اے شاہد

نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۳ (نومبر کا شمارہ) کی عدم دستیابی کے بعد شمارہ نمبر ۴ ملا اور پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ شمارہ چار میں تمام مضامین جامع تھے۔ خصوصاً ڈاکٹر اینڈریز ریک کا خط پڑھ کر انتہائی مسرت ہوئی کیونکہ اشاعت نوائے صوفیہ کی وساطت سے مغربی دنیا میں بھی تصوف کا بول بالا ہو رہا ہے۔ یہ سب نوائے صوفیہ کے اراکین کی کاوشوں کا ثمر ہے۔

بابو محمد تقی شگری

ماہنامہ نوائے صوفیہ شمارہ نمبر ۴ میں صوفیہ نوربخشیہ کے خلاف نظریاتی کونسل کے رکن سید ذاکر حسین کی فرقہ واریت کو ہوا دینے والی تھیوری پڑھ کر افسوس ہوا۔ یہ دیدہ دلیری ایک سوچی سمجھی سکیم کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔ دیگر اس شمارہ میں چند تحقیقی مضامین پڑھنے کو ملے جن میں ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کا مضمون شاہ ہمدان کی تصانیف اور پروفیسر عبدالقیوم و ڈاکٹر محمد یونس کا مضمون شاہ ہمدان کے تحریک اور کارہائے نمایاں قابل ذکر ہیں۔

صوبیدار محمد اسماعیل عاصی سرکی
آزاد کشمیر

نوائے صوفیہ ملا، پڑھ کر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اتنی خوشی بیٹے کی ولادت پر بھی نہیں ہوئی تھی۔ نوائے صوفیہ کے قلم کاروں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔
ایک منقبت بحضور علی ثانی۔ حواری کشمیر۔ شاہ ہمدان پیش خدمت ہے۔

سید محمد الیاس شگری
خطیب جامع مسجد نیالی شریف شگر

نوائے صوفیہ کا اجرا پھر جلد ہی ماہنامہ بننا آپ لوگوں کی بلکہ پوری قوم کی شاندار کامیابی ہے۔ نفسا نفسی کے اس دور میں پاکستان کے دارالحکومت سے احیائے تصوف اور فروغ تصوف کے لئے اتنے معیاری رسالہ کی اشاعت پورے مسلک نوربخشیہ کے لئے احسان عظیم ہے۔ خصوصاً وادی شگر کے نوربخشیوں کے لئے جہاں ہماری اقلیت ہے اور اغیار کا دباؤ ہے۔ یہ رسالہ اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ جوانوں کے خون کو گرماتا رہا ہے خدا آپ لوگوں کی کاوشوں کو کامیاب کرے۔ (آمین) علامہ صاحب کا تفکر و تذکر اور جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کا "دنیائے سائنس" جدید تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن
حشوپی شگر (یونٹ)

رسالہ نوائے صوفیہ اہل تصوف کا لائحہ عمل

محمد عبداللہ گلشن کیری

رسالہ نوائے صوفیہ - ایک علمی و ادبی مجلہ ہے۔ اس بات کی خاص احتیاط برتی جاتی ہے کہ اس کا دامن نہ تو سیاست سے آلودہ ہو اور نہ ہی دینی و مذہبی موضوعات اور متعلقہ امور میں بے جا دخل اندازی ہو۔ دینی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی اس وجہ سے اختیار نہیں کی گئی ہے کہ خدا نخواستہ یہ "لادینیت" کی طرف مائل ہے یا یہ مذہب کے خلاف ہے۔ بلکہ اس کے پس پشت خالصتاً احترام مذہب کا جذبہ کارفرما ہے۔
نوائے صوفیہ صرف اور صرف دین اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہے اور اختلافی مسائل کو پیش کرنے کی بجائے عالم اسلام کے وسیع تر اتحاد کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔

نوائے صوفیہ کی اشاعت کے سلسلے میں ہم دل کی گہرائیوں سے آپ تمام صاحبان کی رضاکارانہ خدمات کی داد دیتے ہیں کیونکہ عہد حاضر کے تقاضے کے عین مطابق نوائے صوفیہ کے نام سے اس رسالے کا اجراء کر کے بہت بڑا احسان کیا ہے نیز اشاعت کے تسلسل کو اب تک برقرار رکھنے کے سلسلے میں منتظمین نوائے صوفیہ نے جس ہمت اور حوصلے سے انتہائی نامساعد حالات کا مقابلہ کیا ہے اس کا بھی ہمیں بخوبی احساس ہے۔

آخوند محمد حسین کاشف

امیر کبیر سید علی ہمدانی نے دست گریباں قوم کو ایک مسلک جمع کیا تھا بد قسمتی سے یہ قوم پھر سے بکھر گئی۔ اب آپ حضرات نے اس رسالے کی وساطت سے پھر سے اہل تصوف کے پروانوں کو اکٹھا کرنا شروع کیا ہے۔

آج کا نوجوان کم وقت میں بلکہ چلتے پھرتے اپنے دین کے بنیادی عقائد کی جھلکیاں اس رسالے میں دیکھ سکتا ہے۔ اس طرح یہ رسالہ قومی نقطہ نگاہ سے ایک نہایت مستحسن کوشش ہے۔

عبدالرحمان

طالب علم چھوار چھوربٹ

نوائے صوفیہ کا پانچواں شمارہ بھی پڑھنا نصیب ہوا اور بڑے معیاری مضامین شامل اشاعت تھے۔ رسالے کی ترقی سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ یہ رسالہ اہل نوربخشیہ کو تبلیغ کا ایک اچھا نمونہ پیش کر رہا ہے۔

احسان علی دانش

نوائے صوفیہ کا خریدار ہوں۔ چند ماہ سے رسالہ مل نہیں رہا تھا۔ معلوم ہوا وہ پرانے پتہ پر جا رہا ہے۔ براہ کرم نئے پتے پر رسالہ جاری کریں۔ ایک سوال بھی ارسال خدمت ہے۔ جواب سے نوازیں۔

اصغر علی مدرس

پرائمری سکول غربوچنگ

مدیر صاحب۔ آپ کی عنایت سے ماہنامہ نوائے صوفیہ باقاعدگی سے موصول ہو رہا ہے اس نوازش کا شکریہ۔ امید ہے آئندہ بھی اپنی نوازشات سے لائبریری کو مستفید فرماتے رہیں گے۔ لائبریری کے قارئین آپ کے تبلیغی رسالے سے مستفید ہو رہے ہیں۔

انچارج:

خدابخش لائبریری

پٹنہ صوبہ بہار انڈیا

نوائے صوفیہ پڑھ کر بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے۔ یہ یقین نہیں تھا کہ رسالہ جاری رہ سکے گا۔ لیکن پچھلے شمارے میں جناب پریشان خٹک اور ڈاکٹر سیدہ اشرف صاحبہ جیسی جلیل القدر شخصیات کے مضامین پڑھ کر آپ حضرات کی انتھک محنت کا اندازہ ہوا۔ ورنہ ہماری عادت ہے کہ کسی بھی کام کو ترقی ہونے نہیں دیتے۔ خطوط کا سلسلہ بھی بہت اچھا ہے۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل بہت اچھا جا رہا ہے اس سے مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید میں رہنے والوں کو کافی مدد مل رہی ہے۔

شیر علی

ریاض سعودی عرب

نوائے صوفیہ ہم پابندی سے پڑھتے ہیں یہ رسالہ دینی ترقی اور مسائل کے حل کیلئے ایک مفید ذریعہ ہے۔ میں مستقل خریدار بننا چاہتا ہوں مجھے رسالہ ارسال کریں۔

غلام نبی کراچی

جنرل سیکرٹری تنظیم سلترو سیاچن

مدت سے ایک مضمون لکھنا چاہ رہا تھا مگر مصروفیت کی وجہ سے نہ لکھا۔ ابھی ایک مضمون ارسال ہے براہ کرم شائع کریں۔ شکریہ

غلام مہدی شاہد

منیجر تواب رجسٹرڈ سکردو

باقی صفحہ۔

چہرہ نما

مضمون نگاروں کا تعارف

۱- ابوالعرفان علامہ محمد بشیر
فاضل عربی، فاضل وفاق المدارس عربیہ پاکستان
A-358 سیکٹر G-6/1-1 ، اسلام آباد

ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد
سیکٹر آئی نائن فور،
اسلام آباد

۶- غلام حسن نوربخشی
فاضل عربی - ایم اے
مدرس ہائی سکول خپلو
ضلع گانچھے بلتستان

مولانا محمد امین الاسلام
بنگلہ دیش

عبدالقادر کبروی
معرفت منور جو اینڈ سنز ہزاری بازار
رعناواری، سری نگری

سید احمد سعید ہمدانی

۷- ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا
ادارہ تحقیقات فارسی
اسلام آباد

۴- صوبیدار محمد اسماعیل رسیگی
NLI - C/O FPU - 17

۳- ڈاکٹر غازی محمد نعیم
ایم بی بی ایس، ایم اے

۵- غلام حسین معروفی، بی اے
بانی، رکن نوائے صوفیہ
مکان نمبر 14/7 ، سیکٹر I-8/1
اسلام آباد